جامعہ مدنیہ (جدید) کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدّثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

رمضان المبارک
۱۴۲۲ھ

دسمبر
۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۹ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ ـ دسمبر ۲۰۰۱ء شمارہ : ۱۲

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ـــــــ سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ـــــ	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش ـــــــ	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ ـــــــ	۱۶ ڈالر
برطانیہ ـــــــ	۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مُدّتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰ موبائل: ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱
فون: ۷۷۲۶۷۰۲ فون / فیکس: ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲
E-mail jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز ______ ۳
درسِ حدیث ______ حضرت مولانا سید حامد میاںؒ صاحب ______ ۵
رمضان کے عشرۂ اخیرہ کے احکام ______ حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب مدنی ______ ۱۱
نعت شریف ______ پروفیسر میاں محمد افضل ______ ۱۸
دینی مسائل ______ ۱۹
دار الافتاء ______ ۲۴
تیّار ہو جاؤ ______ مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ ______ ۲۵
عالمِ اسلام کا ضمیر کب بیدار ہو گا؟ ______ محمد ساجد قاسمی ______ ۲۶
امریکی و برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ ______ دار العلوم دیو بند ______ ۲۹
مُسلمان حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ ______ شاہین اقبال اثرؔ ______ ۳۲
فہمِ حدیث ______ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب ______ ۳۷
تفسیرِ عثمانی... ؟ ______ محمد طاہر عبد الرزاق ______ ۳۹
مصری خاتون کے مُسلمان ہونے کے بعد انکشافات ______ ۴۲
حضرت شیخ الہندؒ کا ترجمہ قرآن پاک ______ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ______ ۴۴
سودی نظام تباہی کا پیغام ______ مفتی ابو لبابہ ______ ۴۸
تحریک احمدیت ______ ۵۴
حاصل مطالعہ ______ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ______ ۶۱
اخبار و احوال ______ ۶۴

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

قرآن پاک میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں ایک شخص نے سرکشوں کو نصیحت کرتے ہوئے اچھے لوگوں کی پیروی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ایسے شخص کی راہ پر جو تم سے (کچھ بھی عوض اور) بدلا نہیں چاہتے اور (جبکہ) وہ ٹھیک رستہ (اور ہدایت) پر بھی ہیں"۔ (پارہ ۲۲ رکوع ۱۹)

اس شخص نے اپنی بات کی تائید میں دو باتیں ذکر کیں کہ یہ لوگ کیونکہ تم سے حسنِ سلوک کا کوئی بدلا طلب نہیں کرتے اور پھر بڑے بھلے مانس اور ہدایت یافتہ بھی ہیں اس لیے ان کی قدردانی اور پیروی ضروری ہے موجودہ حالات میں یہ دونوں باتیں طالبان میں پائی جاتی تھیں۔ اسی لیے دُنیا میں جہاں بھی اہلِ حق و صداقت ہیں سب کی بیک آواز مسلمانانِ عالم اور اُن کے حکمرانوں کو یہی تلقین تھی کہ اُن کا ساتھ دو اور اُن کی مدد کرو ....

مگر افسوس صد افسوس کہ کسی نے اُن کی آواز پر کان نہ دھرا اور ایک مختصر عرصہ میں چشمِ فلک نے ظلم و بربریت کے وہ مناظر دیکھے کہ قلم اُن کی تصویر کشی سے عاجز ہے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

خُدا کے ان نیک بندوں کے ساتھ جو کچھ بیتی اس پر ہم اللہ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہی اُن کے زخموں پر مرہم رکھے وہی اُن کی قربانیوں کا ان کو اچھا صلہ دے۔ وہی اُن کے شہداء کی شہادتوں

کو قبول فرمائے وہی اُن کے پسماندگان کی کفالت کرے وہی "مستضعفین" کی دست گیری فرمائے اور ہم یہ بھی دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ مسلمانانِ عالم کو بیداری عطا فرما اور اس ظلم و بربریت پر ان کی اجتماعی اور مجرمانہ خاموشی پر اپنے قہر و غضب کے بجائے جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت عطا فرما۔

راقم آج ۳ رمضان المبارک کو حجاز مقدس کے لیے پا بہ رکاب ہے اس وقت تک جو مایوسی کے حالات ہیں۔ اُن کے مطابق چند سطور تحریر کردی ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کی جانب سے کسی بھی وقت مدد و نصرت اور معجزے کے لیے دستِ دُعا دراز رکھتے ہوئے بہرحال پُر اُمید رہنا بھی مومن کے لیے ضروری ہے۔

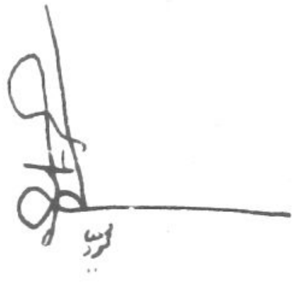

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل
۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

مولای صلِّ وسلّم دائماً ابداً　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّہم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

نوازشات: حضرت زیدؓ غلامی سے سرداری تک، پھوپی زاد بہن سے نکاح

مُنہ بولا بیٹا حقیقی کی مانند نہیں ہوتا، جاہلیّت کے رواج کا خاتمہ

حضرت ابوبکرؓ، نبیؐ کی بے مثال اطاعت

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۳۳ سائیڈ بی ۴-۸-۴-۲۰

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّدٍ وّآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت اُسامہؓ جو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ بہت چھوٹی عُمر کے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آگئے وہ گھر ہی میں رہتے تھے جیسے اُن کے والد زیدؓ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام تھے یہ (حضرت اُسامہؓ) پیدا بھی یہاں ہُوئے تھے۔ آپ نے حضرت زیدؓ کو غلامی سے نکال کر سرداری کے درجہ تک پہنچایا۔ کہاں تو یہ کہ وہ غلام تھے پھر اُن کو آپ نے آزاد کیا، آزاد کرنے کے بعد ایسے رکھا جیسے کہ بیٹا۔ تو لوگ بہت عرصہ تک زیدؓ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا بیٹا کہا کرتے تھے پھر آپ نے ام ایمن سے جو ایک بڑی عُمر کی عورت تھیں اُن سے اُن کی شادی کردی لیکن وہ آزاد تھیں یہ شادی پر رضامند ہُوئے تو شادی کر دی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجدہ کی خادمہ تھیں۔ کام کرتی تھیں

اُن کے گھر کا۔ سفر میں بھی ساتھ رہی ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت بھی کرتی رہی ہیں جیسے چھوٹے بڑے بچّوں میں فرق ہوتا ہے۔ اس طرح کا فرق تھا تو اُن سے شادی کے بعد حضرت اُسامہؓ پیدا ہوئے تو زیدؓ جو غلام تھے ایمان لے آئے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو آزاد کر دیا اُن کے والدین نے کہا کہ اُنھیں ہمارے پاس بھیج دیں۔ پتا چلا اُنھیں کہ اس طرح ہمارے بیٹے کو غُلام بنا لیا گیا تھا پھر بیچ دیا گیا اور اب وہ وہاں ہیں تو اُن کے بھائی صاحب لینے کے لیے آئے آکے دیکھا اور کچھ دن یہاں رہے تو وہ بھی مُسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے والد کو اور اُن کے بھائی دونوں کو اجازت دی اور فرمایا کہ یہ چاہیں میرے پاس رہیں چاہیں آپ کے ساتھ چلے جائیں۔ آزاد ہیں جہاں چاہیں تو حضرت زیدؓ جو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اتنے مانوس ہو چکے تھے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں یہیں رہوں گا۔ وہ وہیں رہے تو جس جگہ آدمی غلامی کا دَور گزار چکا ہو وہاں خوشی سے رہنا نہیں چاہتا اور اُسے پُوری آزادی محسوس نہیں ہوتی لیکن آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اُن کے ساتھ ایسا انداز تھا اور ایک خاص روش تھی گویا آپ نے ان میں اور اپنے رشتے داروں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ تو ان کا حال یہ ہوگیا کہ وہ گھر جانا ہی بھول گئے اُنھوں نے کہا کہ مَیں تو جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو نہیں چھوڑ سکتا، مَیں تو یہیں رہوں گا۔ جب اُنھوں نے یہ کہا تو آپ نے اُن کے بھائی سے بھی کہا کہ ایسے کرلو کہ تم بھی یہاں آجاؤ اور یہاں رہ لو وہ تو غلام بھی نہیں تھا لیکن اُس نے کہا کہ نہیں میں گھر میں ہی رہوں گا اور اُس نے گھر رہنے کو ترجیح دی۔

بھائی کا پچھتاوا

بعد میں وہ پچھتاتے تھے کہ مجھ سے میرے بھائی کی رائے زیادہ اچھی تھی میری رائے غلط تھی کہ گھر میں رہوں گا۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس رہنا یہ زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ جو آدمی مُسلمان ہو جاتا تھا۔ وہ آپ کے پاس رہے یا ہجرت کر جائے دونوں باتوں کا اس کو اختیار ہوتا تھا۔ آپ نے اُن کو اپنے پاس رہنے کی دعوت دی اور اُنھوں نے کہا نہیں مَیں والد کے ساتھ اپنے گھر میں رہوں گا تو وہ بعد میں پچھتاتے تھے اور کہتے تھے کہ مَیں نے یہ غلطی کی، میرے بھائی کی رائے زیادہ صحیح تھی۔ میری رائے صحیح نہیں تھی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اُنھیں (حضرت زید کو) اولاد کی طرح رکھا بہت بڑا درجہ دے دیا۔ کہاں تو یہ ہوتا تھا کہ غلام کو انسان ہی جیسے نہ سمجھا جاتا تھا۔ جانوروں کے درجہ میں شمار کیا جاتا تھا اور کہاں یہ درجہ دیا گیا کہ لوگ ان کو یہ سمجھنے لگے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں متبنّٰی بنا لیا ہے۔ بیٹا بنا لیا ہے اور اُس زمانے میں یہ تھا کہ جسے کوئی بیٹا بنا لیتا تھا وہ پھر بیٹا ہی ہوتا تھا۔ پھر وراثت بھی چلتی تھی اور چیزیں بھی چلتی تھیں، اُس

وقت تک اس بارے میں احکام الٰہیہ موجود نہیں تھے تو جو رواج تھا بس وہ چلتا تھا۔ رواج میں پھر وہ بیٹا ہو گیا ایسا جیسے اپنا بیٹا ہوتا ہے۔

مُنہ بولی اولاد کو حقیقی باپ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا

اسلام نے یہ کہا کہ ادعوھم لآبائھم جو جس کا بیٹا ہے نام اسی باپ ہی کا رکھو (یعنی حقیقی باپ کی طرف منسوب کر لو) اُس کی ولدیت نہ بدلو تو پھر لوگوں نے زید بن حارثہ کہنا شروع کیا، ورنہ زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے۔

غلامی کا معاملہ کافر حکومت کی روش پر موقوف ہوگا

وہ غلامی جو اسلام نے بالکل بند کر دی وہ غلامی یہ ہے کہ ایک آدمی کو پکڑا اغوا کیا لے جا کر بیچ دیا اُس کو اسلام نے بالکل بند کر دیا اور اس پر شدید عذاب کی وعید آئی ہے۔ دوسری چیز یہ تھی کہ لڑائی میں جو قیدی آتے تھے اُنھیں غلام اور باندی بنا لیا جائے وہ اسلام نے قائم رکھی کیونکہ وہ فقط رعایا کا معاملہ نہیں ہے وہ دو حکومتوں کا معاملہ ہوتا ہے۔ مسلمان اور کافر حکومت کا معاملہ ہوتا ہے تو کافر حکومت سے اگر لڑائی ہو رہی ہو تو اس میں دیکھا جائے گا کہ وہ کیا کر رہے ہیں کیا وہ ہمارے آدمیوں کو جنگی قیدی بنا کر رکھتے ہیں یا وہ ہمارے آدمیوں کو غُلام بنا لیتے ہیں اگر وہ جنگی قیدی بنا کر رکھتے ہیں تو ہم بھی جنگی قیدی بنا کر رکھیں گے ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ ہم غُلام بنا لیں اور عورتوں کو باندی بنا لیں اور اگر ان لوگوں کا دستور یہ ہے کہ وہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائیں گے یا باندی بنائیں گے تو پھر ہم بھی اُن کے قیدیوں کو غلام اور باندی بنائیں گے اَب دُنیا بھر میں وہ پُرانا رواج ختم ہو گیا ہے۔ اَب جو قیدی ہوتے ہیں وہ جنگی قیدی کہلاتے ہیں چاہے جتنے اچھے یا بُرے ہوں۔ دو سال دس سال پندرہ سال بیس سال پڑے رہیں، جیلوں میں سڑتے رہیں بُوڑھے ہو جاتے ہیں نہیں چھوڑے جاتے مگر قیدی ہیں غلام نہیں۔ اگر وہ (کافر) لوگ پھر کسی وقت ایسا کرنے لگیں تو پھر جائز ہے تو یہ حکم گویا موقوف ہُوا منسوخ نہیں ہُوا۔ کیونکہ دوبارہ دُنیا میں شروع ہو سکتا ہے اس کا امکان ہے ہاں یہ شکل کہ پکڑا لے جا کر غُلام بنا دیا، بیچ دیا اور وہ غلام ہو جائے یا ماں باپ اپنے بچّے کو یا بچی کو کسی کو بیچ دیں تو وہ غلام یا باندی بن جائے یہ اسلام نے ختم کر دیا۔ پہلے زمانے میں یہ طریقہ تھا۔ حبشہ سے خرید کر لاتے تھے اور لا کر عرب میں بیچتے تھے جو اسلام سے پہلے ہو چکا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اسلام آنے کے بعد پھر اس طرح کی چیز کو دُرست نہیں سمجھا گیا منع کر دیا گیا تو اب

اگر کوئی ماں باپ بیچتے بھی ہیں اور کوئی آدمی خرید بھی لیتا ہے تو وہ غلام نہیں ہوگا لڑکی کو خرید لیتا ہے تو وہ باندی نہیں ہوگی اُس سے۔ بہرحال شادی کر سکتا ہے تو یہ چیز آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل بدل دی۔

مزید نوازش

زیدؓ کی اپنی پھوپھی زاد بہن سے شادی کر دی۔ پھر اس کے بعد ایک آیت اُتری ہے اور اس میں فلما قضی زید منها وطرا زوجناکها زیدؓ نے جب ایک عرصہ گزار لیا تو پھر ہم نے اس کی شادی آپ سے کر دی۔ ان کا نام زینب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان سب سے بڑا خاندان تھا بہت بلند خاندان تھا۔ خاندانی روایات کے اعتبار سے ان کے لحاظ سے یہ رشتہ بالکل موزوں نہیں تھا لیکن آپ نے ان رواجوں کو توڑا اور شادی کر دی لیکن نباہ نہیں ہو سکا مزاج نہیں مل سکے نوبت یہاں تک آئی کہ ان کو طلاق ہو گئی تو زید کی بیوی گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے کی بیوی ہوئیں بہو ہوئیں اور جب بہو ہوئیں تو پھر (سسر پر) حرام ہوئیں اُس زمانے کے رواج کے اعتبار سے تو اللہ تعالیٰ نے اس رواج کو نہ صرف ختم کیا بلکہ

اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ جاہلیت کا رواج ختم ہو جائے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے نکاح فرمایا۔ وہ زوجہ مطہرہ ہوگئیں اور قرآن پاک میں ہے و تخفی فی نفسك والله مبديه آپ پسند فرماتے تھے کہ ان سے رشتہ ہو جائے۔ شادی ہو جائے لیکن بس پسند کی حد تک تھی بات لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں (نکاح) ہو ہی جائے اور اس کی حکمت یہ تھی کہ اُمت کو تعلیم دی جائے کہ مُنہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہوتی۔ وہ محرمات میں داخل نہیں ہوتی تو آپ دل میں یہ بات چھپاتے تھے و تخشى الناس والله احق ان تخشى آپ کو لوگوں کا اندیشہ ہے مگر لوگوں کا اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کا اندیشہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ یہ کر رہے ہیں یہ حکم فرما رہے ہیں لوگوں کے ذہنوں سے وہ غلط چیز ہٹا رہے ہیں تو لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم تاکہ آئندہ یہ ہو کہ جو ان کے بیٹے بنائے ہوئے ہوتے ہیں وہ ان کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی رُکاوٹ آگے کے لوگوں کو نہ ہو۔ وکان امر الله مفعولا۔ یہ اللہ کا کام تھا جو اللہ چاہے وہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے ہو چکا ہو۔

غلامی سے سرداری

تو آپ نے ان کو اتنا آگے بڑھایا کہ اپنی پھوپھی زاد بہن سے ان کی شادی کر دی تو غلامی سے بیٹا پھر بیٹے سے یہ رشتہ مزید۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک لشکر ترتیب دیا۔ اُس لشکر کا امیر ان کو بنایا اور اس لشکر میں حضرت خالد بن ولیدؓ بھی تھے اس لشکر میں رسول اللہ صلّی اللہ وسلّم کے (چچازاد) بھائی جعفر بھی تھے۔ جعفر بن ابی طالب حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ لوگوں نے کچھ مُنہ بنایا ناگواری محسوس ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی پروا ہی نہیں کی۔

غلام کی اولاد سے محبّت پھر اس کے بعد دوسرا مرحلہ آتا ہے کہ جواُن کے بچّے ہیں ان سے پیار و محبّت اور خود ان سے بھی۔ خود اُسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دونوں کو آپ گود میں بٹھالیتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے اَللّٰھم اَحِبھما فَاِنِّی اُحِبھما خُداوندا مَیں انہیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ بٹھانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پاس بٹھالیا بلکہ یہ آیا ہے۔ یقعدنی علی فخذہ و یقعد الحسن ابن علی علی فخذہ الاخری ایک ران پر اِنہیں بٹھاتے تھے۔ ایک ران پر اُنہیں بٹھاتے تھے۔ ثم یضمھما ان دونوں کو پھر چمٹا لیتے تھے اور پھر یہ دُعا کرتے تھے۔

اللّٰھم ارحمھما فانی ارحمھما خداوندکریم میں بھی ان پر شفقت رکھتا ہوں تُو بھی ان پر رحمت کی نظر رکھ۔

غلام کا بیٹا اور سرداری اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مرضِ وفات میں ذرا بڑے ہوگئے تھے) ـــــ ایک لشکر کا سردار بنادیا تھا۔ اُس لشکر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے تو اتنے بڑے بڑے حضرات تھے جب لوگوں نے کچھ کہا زبان سے فطعن بعض الناس فی امارتہ ان کی امارت کے بارے میں بعض لوگوں نے زبانِ طعن دراز کی تو آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ ان کنتم تطعنون فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارت ابیہ اگر تم اَب اس کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ اسے امیر کیوں بنایا تو اس کے والد (زیدؓ) کے بارے میں بھی تم نے طعنے دیے تھے یعنی اعتراز کیا تھا من قبل اس سے پہلے لیکن فرماتے ہیں۔ و ایم اللّٰہ ان کان لخلیقا للامارۃ خدا کی قسم وہ امارت کے لائق تھے۔ امیر ہونے کے لائق تھے۔ وان کان لمن احب الناس الیّ وہ مجھ کو بہت زیادہ محبوب تھے۔ وان ھذا لمن احب

الناس الیّ بعدہ اور یہ مجھے اُن کے بعد سب سے زیادہ محبوب ہیں لیکن ایسے ہُوا ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آخر میں آپ نے فرمایا اوصیکم بہ فانہ من صالحیکم مَیں تمہیں اس کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ تم میں صالحین جو ہیں ان میں داخل ہیں تو آپ نے دستِ مُبارک سے جھنڈا تیار کر کے دیا اور ان حضرات کو ان کے ماتحت کیا مگر طبیعت ناساز ہوگئی اور چند روز بعد دُنیا سے رُخصت ہوگئے۔

حضرت ابوبکر رض کی خلافت اور ہر معاملہ میں اطاعت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوگئے۔ جب یہ خلیفہ ہوگئے اور پھر اُنھوں نے اُن کا لشکر روانہ کیا جدھر روانہ کرنا تھا اور لوگوں نے کہا بھی مگر آپ نے فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ فیصلہ فرما چکے تھے تو مَیں اسے بدل نہیں سکتا جو بات زبانِ مُبارک سے نکلی تھی مَیں کوئی بات بھی بدلنے کا قائل نہیں ہوں۔

خلافت کے بعد ابوبکر رض کا اعلان

چنانچہ اُنھوں نے اعلان کر دیا جس آدمی سے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی وعدہ ہو یا کسی کا قرض ہو آپ پر تو ہمارے پاس آئے۔ تو اگر کسی سے وعدہ بھی کیا تھا آپ نے تو وہ ابوبکر رض نے اُس کو پُورا کیا ہے۔ ایک صحابی ہیں حضرت جابر رض وہ کہنے لگے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا لو قد جاء مال البحرین۔ بحرین سے اگر مال آجائے گا تو میں تمہیں اتنا اتنا دوں گا دونوں ہاتھوں سے لب بھر کے۔ مجھ سے تو گویا وعدہ ہی ہوگیا لیکن بحرین کا مال نہیں آنے پایا تھا اب آیا ہے تو آپ کی وفات ہو چکی ہے ابوبکر رض نے اُس کو پُورا کیا۔ ایک دفعہ لب بھر کے خُوب دیدیا اُنھیں اور کہا کہ یہ گن لو کتنے ہیں تو وہ پانچ سو تھے تو پھر اُنھوں نے فرمایا خذ مثلیھا اتنے ہی دو اور لے لو یعنی پندرہ سو پورا کر لو ہر دفعہ اس طرح بھرنے میں ممکن ہے گِر جائیں لہٰذا ایک دفعہ لب بھر کے پورا دیا تو پانچ سو درہم آئے فرمایا خذ مثلیھا ڈبل اس کے لے لو تو وہ کسی چیز میں کوئی تبدیلی نہیں لاتے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں خود اُن کا اپنا حال تھا اس سے بھی زیادہ سخت حال اپنا کر لیا اور جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ قرض تو بڑی بات ہوتی ہے تو اس میں فضیلت آئی ہے مگر آپ یہ دیکھیے کہ مساوات بھی تو ہے فضیلت تو ہُوئی حضرت اُسامہ کی مگر مساوات بھی تو ہُوئی کہ اپنے نواسے کے برابر اُن کو رکھا جو ایک آزاد کردہ غلام کا بیٹا ہے اس کو اپنے نواسے کے برابر رکھا۔ اسلام کی تعلیم میں انسان کو جو بلندیاں دی گئی ہیں اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمل کر کے دکھایا ہے یہ بات کسی مذہب میں نہیں ملے گی نہ اخلاقاً نہ تعلیماً اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔

❋

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہم

رمضان کے عشرۂ اخیرہ کے احکام

رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کیا جائے

وعن عائشۃ رضؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تعالى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيقظ اَهْلَهٗ (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ روایت فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لیے) جگاتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح: ایک حدیث میں ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی محنت سے عبادت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے ایام میں اتنی محنت نہ کرتے تھے۔ (مسلم عن عائشہؓ)

حضرت عائشہ رضؓ نے یہ جو فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپؐ تہبند کس لیتے تھے۔ عُلماء نے اس کے دو مطلب بتائے ہیں ایک یہ کہ خُوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور راتوں رات جاگتے تھے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اُردو کے محاورے میں محنت کا کام بنانے کے لیے بولا جاتا ہے کہ "خوب کمر کس لو" اور دوسرا مطلب تہبند کس کر باندھنے کا یہ بتایا کہ رات کو بیویوں کے پاس لیٹنے سے دُور رہتے تھے کیونکہ ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی اور اعتکاف بھی ہوتا تھا اس لیے رمضان کے آخری عشرہ میں میاں بیوی والے خاص تعلق کا موقع نہیں لگتا تھا۔ حدیث کے آخر میں جو اَيقظ اَهْلَهٗ فرمایا اُس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بہت محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور رات بھر بیدار رہتے تھے اور گھر والوں کو بھی اس مقصد کے لیے جگاتے تھے۔ بات یہ ہے کہ جسے آخرت کا

خیال ہو۔ موت کے بعد کے حالات کا یقین ہو۔ اجر و ثواب کے لینے کا لالچ ہو وہ کیوں نہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگے گا، پھر جو اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے اہل و عیال کے لیے بھی پسند کرنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود راتوں کو نمازوں میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ پھر رمضان کے اندر خصوصاً اخیر عشرہ میں اور زیادہ عبادت بڑھا دیتے تھے۔ کیونکہ یہ مہینہ اور خاص کر اخیر عشرہ آخرت کی کمائی کا خاص موقع ہے۔ آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ گھر والے بھی عبادت میں لگیں لہٰذا اخیر عشرہ کی راتوں میں اُن کو بھی جگاتے تھے۔ بہت سے لوگ خود تو بہت بڑی عبادت کرتے ہیں، لیکن بال بچوں کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ یہ لوگ فرض نماز بھی نہیں پڑھتے، اگر بال بچوں کو ہمیشہ دین پر ڈالنے اور عبادت میں لگانے کی کوشش کی جاتی رہے اور اُن کو ہمیشہ فرائض کا پابند رکھا جائے تو رمضان میں نفلوں کے لیے اُٹھانے اور شبِ قدر میں جگانے کی بھی ہمت ہو۔ جب بال بچوں کا ذہن دینی نہیں بنایا تو اُن کے سامنے شب بیداری کی بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی محبت عطا فرمائے اور عبادت کی لگن اور ذکر کے ذوق سے نوازے۔

شبِ قدر کی فضیلت

رمضان المبارک کا پورا مہینہ آخرت کی دولت کمانے کا ہے پھر اس ماہ میں اخیر عشرہ اور بھی زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگنے کا ہے۔ اس عشرہ میں شبِ قدر ہوتی ہے جو بڑی بابرکت رات ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ یعنی شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور چار مہینے ہوتے ہیں۔ پھر شبِ قدر کو ہزار مہینے کے برابر نہیں بتایا بلکہ ہزار مہینے سے بہتر بتایا ہے۔ ہزار مہینے سے شبِ قدر کس قدر بہتر ہے اُس کا علم اللہ ہی کو ہے مؤمن بندوں کے لیے شبِ قدر بہت ہی خیر و برکت کی چیز ہے۔ ایک رات جاگ کر عبادت کرلیں اور ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب پالیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔ اسی لیے تو حدیث شریف میں فرمایا: مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ (ابن ماجہ) یعنی جو شخص شبِ قدر سے محروم ہوگیا گویا پوری بھلائی سے محروم ہوگیا۔ اور شبِ قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ چند گھنٹے کی

رات ہوتی ہے اور اس میں عبادت کر لینے سے ہزار مہینے سے زیادہ عبادت ―― کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ چند گھنٹے بیدار رہ کر نفس کو سمجھا بجھا کر عبادت کر لینا کوئی ایسی قابلِ ذکر تکلیف نہیں جو برداشت سے باہر ہو۔ تکلیف ذرا سی اور ثواب بہت بڑا۔ جیسے کوئی ایک نیا پیسہ تجارت میں لگا دے اور بیس کروڑ روپیہ پالے، جس شخص کو ایسے بڑے نفع کا موقع ملا پھر اُس نے توجہ نہ کی اُس کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ پُورا اور پکّا محروم ہے۔

پہلی اُمتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں۔ اس اُمّت کی عمر بہت سے بہت ۷۰ - ۸۰ سال ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے یہ احسان فرمایا کہ ان کو شب قدر عطا فرما دی اور ایک شبِ قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا۔ محنت کم ہُوئی وقت بھی کم لگا اور ثواب میں بڑی بڑی عمروں والی اُمتوں سے بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ اس اُمّت کو سب سے زیادہ نوازا۔ یہ کیسی نالائقی ہے کہ اللہ کی بہت زیادہ نوازش اور داد و دہش ہو اور ہم غفلت میں پڑے سویا کریں۔ رمضان کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دو۔ خصوصًا آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرو اور اس میں بھی شبِ قدر میں جاگنے کی بہت زیادہ فکر کرو۔ بچّوں کو بھی ترغیب دو۔

شب قدر کی دُعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب پُوچھا کہ یا رسول اللہ شبِ قدر میں کیا دُعا کروں تو آپؐ نے یہ دُعا تعلیم فرما دی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ	اے اللہ اس میں شک نہیں کہ آپ معاف کرنے والے ہیں معاف کرنیوالے کو پسند فرماتے ہیں، لہٰذا مجھے معاف فرما دیجیے۔

دیکھیے کیسی دُعا ارشاد فرمائی۔ نہ زر مانگنے کو بتایا نہ زمین، نہ دھن نہ دولت، کیا مانگا جاتا ہے؟ معافی! بات اصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے۔ وہاں اللہ کا کام معاف فرمانے سے چلے گا اگر معافی نہ ہُوئی اور خدا نخواستہ عذاب میں گرفتار ہُوئے تو دُنیا کی ہر نعمت اور لذّت اور دولت و ثروت بیکار ہوگی اصل شے معافی اور مغفرت ہی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور

وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ثواب کی نیّت سے (عبادت کیلیے) کھڑا رہا اُسکے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بخاری)

کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو اور ثواب کی اُمّید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی طرح کی خراب نیّت سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصُول کی نیّت سے مشغولِ عبادت رہے۔ بعض عُلماء نے فرمایا کہ اِحْتِسَاباً کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کر کے بشاشتِ قلب سے کھڑا ہو، بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ عبادت میں نہ لگے کہ ثواب کا یقین اور اعتقاد جس قدر زیادہ ہوگا اتنا ہی عبادت میں مشقّت کا برداشت کرنا سہل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص قربِ الٰہی میں جس قدر ترقّی کرتا جاتا ہے عبادت میں اُس کا انہماک زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوجانا ضروری ہے کہ حدیث بالا اور اس جیسی احادیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے۔ عُلماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر آتا ہے وہاں صغیرہ گناہ مراد ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ ہی انسان سے بہت سرزد ہوتے ہیں۔ عبادت کا ثواب بھی اور ہزاروں گناہوں کی معافی بھی ہوجائے کس قدر نفع عظیم ہے۔

شبِ قدر کی تاریخیں

شبِ قدر کے بارے میں حدیثوں میں وارد ہُوا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لٰہذا رمضان کی ۲۱ ویں ۲۳ ویں ۲۵ ویں ۲۷ ویں ۲۹ ویں رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا خاص اہتمام کریں۔ خُصوصاً ۲۷ویں شب کو توضرور جاگیں کیونکہ اس دن شبِ قدر ہونے کی زیادہ اُمّید ہوتی ہے۔

حضرت عبادہ رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن اس لیے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی اطّلاع فرمادیں مگر دو مُسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لیے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی اطّلاع دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہورہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعیین میرے ذہن سے اُٹھالی گئی کیا بعید ہے کہ یہ اُٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔

لڑائی جھگڑے کا اثر

اس مُبارک حدیث سے معلوم ہُوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر بُرا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ پاک نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قلبِ

مُبارک سے شب قدر کی تعیین اُٹھالی یعنی کس رات کو شب قدر ہے۔ مخصوص کر کے اُس کا علم جو دے دیا گیا تھا وہ قلب سے اُٹھا لیا گیا۔ اگرچہ بعض وجوہ سے اس میں بھی اُمّت کا فائدہ ہوگیا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ابھی ذکر کریں گے، لیکن سبب آپس کا جھگڑا بن گیا جس سے آپس میں جھگڑے کی مذمت کا پتہ چلا۔

شب قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح

عُلماء کرام نے شبِ قدر کو پوشیدہ رکھنے یعنی مقرّر کر کے یُوں نہ بتانے کے بارے میں کہ فلاں رات کو شبِ قدر ہے چند مصلحتیں بتائی ہیں۔

اوّل یہ کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سے کوتاہ طبائع دوسری راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتے اور صورتِ موجودہ میں اس احتمال پر کہ شاید آج ہی شبِ قدر ہو متعدّد راتوں میں عبادت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کیے بغیر نہیں رہتے۔ تعیین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے معصیت کی جرأت کی جاتی تو یہ بات سخت اندیشہ ناک تھی۔

تیسری یہ کہ تعیین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی کی وجہ سے پھر کسی رات کا جاگنا بشاشت کے ساتھ نصیب نہ ہوتا اور اَب رمضان کی چند راتیں میسّر ہو ہی جاتی ہیں۔

چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں۔ ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملتا ہے۔

پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ جلّ شانہ ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں اس صورت میں تفاخر کا موقع زیادہ ہے کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال پر رات رات جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہوسکتی ہیں ممکن ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے اُس خاص رمضان المبارک میں تعیین بُھلا دی گئی ہو اور اُس کے بعد مصالح مذکورہ یا دیگر مصالح کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے تعیین چھوڑ دی گئی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات ہونے تک آپ کا یہ معمول رہا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۸۳ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح رمضان المبارک کی ہر گھڑی اور منٹ و سیکنڈ کو غنیمت جاننا چاہیے۔ جتنا ممکن ہو اس ماہ میں نیک کام کرلو، اور ثواب لوٹ لو، پھر رمضان میں بھی آخری دس دن کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

رمضان کے آخری دس دن (جن کو عشرہ اخیرہ کہا جاتا ہے) اعتکاف بھی کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ان دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے اور آپؐ کی بیویاں بھی اعتکاف کرتی تھیں۔ آپؐ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کی بیویوں نے اعتکاف کا اہتمام کیا۔ جیسا کہ اوپر حدیث میں مذکور ہوا۔ یہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ زمانۂ نبوت کی عورتیں نیکیاں کمانے کی دُھن میں پیچھے نہ رہتی تھیں۔

اعتکاف میں بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس میں انسان یکسو ہو کر اپنے اللہ سے لَو لگائے رہتا ہے اور چونکہ رمضان کی آخری دس راتوں میں کوئی نہ کوئی رات شبِ قدر بھی ہوتی ہے اس لیے اعتکاف کرنے والے کو عموماً وہ بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

مرد ایسی مسجد میں اعتکاف کریں جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو اور عورتیں اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کریں اپنے گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر کر رکھی ہو اُن کے لیے وہی مسجد ہے۔ عورتیں اسی میں اعتکاف کریں۔ رمضان کی بیسویں تاریخ کا سورج چھپنے سے پہلے عید کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کی نیت سے عورتوں کو گھر کی مسجد میں اور مردوں کو پنج وقتہ نماز باجماعت والی والی مسجد میں جم کر رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ جم کر رہنے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا چاند نظر آنے تک مسجد ہی کی حد میں رہے۔ البتہ پیشاب، پاخانہ کے لیے وہاں سے چلے جانا دُرست ہے۔ اعتکاف کرے تو ہر وقت مسجد میں رہے۔ وہیں سوئے، وہیں کھائے۔ قرآن پڑھے نفلیں پڑھے، تسبیحوں میں مشغول رہے جہاں تک ممکن ہو راتوں کو جاگے اور عبادت کرے، خاص کر جن راتوں میں شب قدر کی اُمید ہو ان راتوں میں شب بیداری کا اہتمام کرے۔

مسئلہ: اعتکاف میں میاں بیوی کے خاص تعلقات والے کام جائز نہیں ہیں نہ رات میں نہ دن میں۔

مسئلہ۔ یہ جو مشہور ہے کہ جو اعتکاف میں ہو وہ کسی سے نہ بولے چالے یہ غلط ہے بلکہ اعتکاف میں بولنا چالنا اچھی باتیں کرنا، کسی نیک بات بتا دینا اور بُرائی سے روک دینا، بال بچوں اور نوکروں

دلوکرانیوں کو گھر کا کام کاج بتا دینا یہ سب دُرست ہے اور عورت کے لیے اس میں آسانی بھی ہے کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھی رہے اور وہیں سے بیٹھے بیٹھے گھر کا کام کاج بھی بتاتی رہے۔

مسئلہ۔ اگر اعتکاف میں عورت کو ماہواری شروع ہو جائے تو اُس کا اعتکاف وہیں ختم ہوگیا۔ رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں اگر ایسا ہو جائے تو کسی عالم سے مسائل معلوم کر کے قضا کرلیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعتکاف معتکف کو گناہوں سے روکتا ہے اور اس کے لیے (ان) سب نیکیوں کا ثواب (بھی) جاری رہتا ہے (جنھیں اعتکاف کے باعث انجام دینے سے قاصر رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

فائدہ۔ جس دن صبح کو عید یا بقرعید ہو اس رات کو بھی ذکر عبادت اور نفل نماز سے زندہ رکھنے کی فضیلت آئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو عبادت کے ذریعہ زندہ رکھا اُس دن اُس کا دل مردہ نہ ہوگا جس دن دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کا دن) الترغیب والترهیب

رمضان کے بعد دو اہم کام

صدقہ فطر فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ مقرر فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مساکین کی روزی کے لیے۔ (رواہ ابوداؤد)

شش عید کے روزے

فرمایا فخرِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال (یعنی عید) کے مہینہ میں رکھے تو پُورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا اگر ہمیشہ ایسا ہی کیا کرے تو) گویا اُس نے ساری عمر روزے رکھے۔ (مسلم عن ابی ایوبؓ)

پروفیسر میاں محمدؐ افضل

نعت شریف جامع مدح مدینہ طیبہؐ

در مسجدِ نبوی

○

مدینہ آکے بھی جس کی پریشانی نہیں جاتی　　اُسے حیراں پاکر میری حیرانی نہیں جاتی

مدینہ سیّدِ عالم کی وہ محبوب بستی ہے　　جہاں رحمت کی بارش ہر آن برستی ہے

محبّت کی بہاروں کا بڑا مرکز مدینہ ہے　　مدینہ رحمتوں کا رأفتوں کا اک خزینہ ہے

مدینہ نے پناہ دی اُس وقت ہادی عالم کو　　ظلم سے باز رکھ سکتا نہ تھا جب کوئی ظالِم کو

مدینہ نے کیے در وا اصحابہ پاک کی خاطر　　دل و جاں سے مدینہ والے ہوگئے آپ کے ناصِر

مدینہ کی فضیلت کے لیے یہ بات کافی ہے　　یہاں روضہ ہے اُس کا جو دلی مرضوں کا شافی ہے

مدینہ کی بقیعِ پاک اُونچی شان والی ہے　　یہاں مدفون صحابہ اُس کے جس کی کملی کالی ہے

مدینہ کے اُحد کا کس قدر ہے دیدنی منظر　　اُولُوا الْاَبْصَارُ سے کہتا ہے مجھ کو غور سے اُنْظُرْ

یہاں ستر صحابہ دفن اُونچی شان والے ہیں　　وہاں حمزہؓ وہاں مصعبؓ سبھی ہی آن والے ہیں

بقیع پاک میں مجھ کو اگر کچھ جگہ مل جائے　　فراقِ مصطفٰےؐ کا زخم بھی اِک بار سِل جائے

تمنّا ہے یہ افضل کی مدینہ میں رہے دائم
تیرے روضۂ اقدس سے تعلّق وہ کرے قائم

(قسط:۴)

دینی مسائل

*

وضو کا بیان

وضو کے مستحبات

(۱) وضو کے وہ اعضا جو دو دو ہیں ان کے دھونے میں دائیں کو بائیں پہ مقدم کرنا۔

(۲) گردن کا مسح کرنا۔

(۳) ناک میں پانی ڈالنے کے بعد ناک کو جھاڑنا۔

وضو کے آداب

آداب سے مُراد وہ مستحب چیزیں ہیں جو وضو میں تو داخل نہیں لیکن وضو کے ساتھ اُن کا تعلق ہے۔

وہ آداب جو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے منقول ہیں۔

۱۔ ہاتھ پاؤں کی حدود معینہ سے زیادہ دھونا یعنی نصف بازُو تک اور نصف پنڈلی تک دھونا۔

۲۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے دائیں ہاتھ میں پانی لینا اور ناک کو بائیں ہاتھ سے صاف کرنا۔

۳۔ اعضاء کو دھونے سے پہلے ان پہ گیلا ہاتھ پھیرنا۔

۴۔ وضو کے بعد میانی (یعنی شلوار وغیرہ کی رومالی) پر پانی کا چھینٹا ڈالنا۔

۵۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو وضو سے فارغ ہو کر وضو کا بچا ہوا سارا یا کچھ پانی کھڑے ہو کر پینا۔ بیٹھ کر پیئے گا۔ تو اس سے بھی استحباب حاصل ہو جائے گا۔

۶۔ جب وضو کر چکے تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھنا۔

۷۔ وضو کے دوران اور وضو سے فارغ ہو کر مسنون اور منقول دُعائیں پڑھنا۔ اُن کا بیان آگے آتا ہے۔

۸۔ انگوٹھی کو ہلانا

وہ آداب جن کو سلف صالحین نے پسند کیا

(۱) نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا
(۲) کان کے مسح میں چھنگلیا کا سرا بھگو کر کان کے سوراخ میں ڈالنا۔
(۳) انگوٹھی چھلے چوڑی کنگن وغیرہ کو اگر ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی اُن کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی اُن کو ہلانا۔

وضو کے مکروہات

۱۔ چہرہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے مارنا۔
۲۔ چہرہ دھوتے وقت اپنے مُنہ اور آنکھوں کو بہت زور سے بند کرنا۔
۳۔ وضو میں اعضاء دھونے اور مسح کرنے میں دوسرے سے بلا عذر مدد لینا۔ البتہ اگر خود دھوئے صرف پانی دوسرے سے ڈلوائے تو اس میں کراہت نہیں ہے۔
۴۔ فضول اور بلا ضرورت باتیں کرنا۔ البتہ اگر کوئی ضرورت کی بات ہو تو مضائقہ نہیں۔
۵۔ ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا یا پانی میں بہت کمی کرنا کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو۔
۶۔ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا۔

وضو پر وضو

مسئلہ: اگر ایک وقت وضو کیا تھا۔ پھر دوسرا وقت آ گیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر دوبارہ وضو کر لے تو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ: جب ایک دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔ اس لیے اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیے۔ اس کے ٹوٹے بغیر دوسرا وضو نہ کرے ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اس وضو

سے پڑھ چکا ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

وضو کرتے وقت کی دُعائیں

۱۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد ضعیف طرق سے ہر عضو کے دھوتے وقت کی علیحدہ دُعا منقول ہے جو عام دُعاؤں کی کتابوں میں مل جاتی ہیں۔

۳۔ ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

وضو سے فارغ ہو کر پڑھنے والی دُعائیں

(۱) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(۲) سورہ انا انزلنا پڑھے

(۳) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

اے اللہ کر دے مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے اور کر دے مجھ کو (گناہوں سے) پاک ہونے والے لوگوں میں سے اور کر دے مجھ کو اپنے نیک بندوں میں سے اور کر دے مجھ کو ان لوگوں میں سے کہ جن کو (دونوں جہان میں) کچھ خوف نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہونگے۔

مسواک کا بیان

مسئلہ: وضو کے وقت مسواک کرنا سُنّت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: مسواک چاہے وضو شروع کرنے سے پہلے کرے یا وضو میں کلی کرتے وقت کرے دونوں طرح

دُرست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جس کے دانتوں سے خُون نکلتا ہو وہ کلی کے وقت کرے۔

مسئلہ: جس کا پہلے سے وضو ہو اور مسواک کرنے سے اس کے خُون نہ نکلتا ہو، تو نماز شروع کرنے سے پہلے مسواک کرنا اس کے لیے مستحب ہے۔

مسئلہ: مسواک کرنے کے کچھ مستحب مواقع یہ ہیں۔ گھر میں داخل ہونے پر، لوگوں کے مجمع میں جاتے وقت، قرآن مجید اور حدیث پڑھنے کے لیے اور جماع سے پہلے۔

مسواک کرنے کا مستحب طریقہ

مسواک کو پانی میں تر کرکے دائیں ہاتھ میں اس طرح پکڑے کہ دائیں ہاتھ کی چھنگلیا مسواک کے نیچے رہے اور انگوٹھا مسواک کے سر کے برابر میں اور باقی تین اُنگلیاں مسواک کے اُوپر کی جانب رہیں۔ مٹھی باندھ کر نہ پکڑے۔ پھر داہنی طرف کے نیچے کے دانتوں پر ملتے ہُوئے بائیں طرف لے جائے۔ یہ ایک بار ہُوا۔ اسی طرح تین بار کرے اور ہر بار مسواک مُنہ سے نکال کر نچوڑے اور نئے سرے سے پانی میں تر کرکے دوبارہ کرے۔ زبان اور تالو کو بھی مسواک سے صاف کرے۔ مسواک کو دانتوں کی چوڑائی کے رُخ پھرائے، دانتوں کے طول میں یعنی اُوپر سے نیچے کو نہ ملے۔

مسواک کے آداب

(۱) افضل یہ ہے کہ پیلو کی جڑ کی ہو۔ یہ نہ ہو تو زیتون کی ہو۔ یہ بھی نہ ہو تو کسی تلخ درخت کی شاخ یا جڑ کی ہو۔

(۲) مسواک چھنگلیا یا کسی اُنگلی کے برابر موٹی ہو۔

(۳) نئی مسواک کا جب استعمال کیا جائے تو اس وقت اس کا طول ایک بالشت کا ہو۔ استعمال سے چھوٹی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔

(۴) مسواک دائیں ہاتھ سے کرے۔

(۵) مسواک موجود ہوتے ہُوئے اُنگلی اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

(۶) اگر لکڑی کی مسواک نہ ہو یا کسی کے دانت ہی نہ ہوں یا اس کے مُنہ میں تکلیف ہو تو مسواک کا

ثواب حاصل کرنے کے لیے اُنگلی یا کھردرا کپڑا استعمال کر سکتے ہیں۔ ایسی صُورت میں خواہ کسی بھی اُنگلی سے دانتوں کو ملے کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت سے ملے یعنی پہلے بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے ملے پھر دائیں ہاتھ کی انگشت سے ملے __________ اور اگر چاہے تو دائیں انگوٹھے اور دائیں انگشت شہادت سے اس طرح ملے کہ پہلے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے دائیں جانب اُوپر اور نیچے ملے پھر دائیں انگشت شہادت سے بائیں جانب اُوپر اور نیچے ملے۔

مسئلہ: عورت مسواک پر قادر ہونے کے باوجود مسواک کے بجائے دنداسہ یا صنوبر یا بطم کے درخت کی گوند چبا سکتی ہیں لیکن اس میں مسواک کی نیت کرے۔ اس رُخصت کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے مسوڑھے مردوں کی بہ نسبت نازک ہوتے ہیں۔

مسواک سے متعلّق چند مکروہات

۱۔ لیٹ کر مسواک کرنا

۲۔ مسجد میں مسواک کرنا

۳۔ مسواک کو زمین پر لٹا کر رکھنا

۴۔ استعمال کے بعد نہ دھونا

تنبیہہ

دانتوں کے برش یا منجن استعمال کرنے سے اتنا فائدہ تو حاصل ہوگا کہ دانت صاف کرنے کی فضیلت حاصل ہوجائے لیکن لکڑی کی مسواک استعمال کرنے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی اور لکڑی کی مسواک کے ترک کو معمول بنا لینے میں سُنّتِ موکدہ کا ترک ہے۔

انوار مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

دارالافتاء

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب

جناب مفتی صاحب

۱۔ کیا ٹیلی فون، انٹرنیٹ، کلوز سرکٹ ٹی وی وغیرہ پر نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ جامع جواب عنایت فرماویں۔

۲۔ اگر نکاح مذکورہ صورتوں میں منعقد نہیں ہوتا تو مہربانی فرماکر متبادل صورت جبکہ فریقین ایک دوسرے سے دُور ہوں بتلادیں۔

الجواب باسم ملہم الصواب حامداً و مصلیاً

ان میں سے کسی بھی صورت میں نکاح صحیح نہیں کیونکہ نکاح کے لیے دو گواہوں کی گواہی ضروری ہے اور گواہی کے لیے ضروری ہے کہ گواہ عقد کرنے والوں کے الفاظ براہِ راست (یعنی بغیر کسی واسطے کے) اُن کے مُنہ سے خود سُنیں اور دونوں گواہ بیک وقت سُنیں چونکہ مذکورہ صورتوں میں یہ شرط پُوری نہیں ہوتی اس لیے یہ نکاح صحیح نہ ہوں گے۔ متبادل یہ ہے کہ زوجین میں سے ایک، کسی کو اپنی جانب سے نکاح کا وکیل مقرر کردے اور وکیل نکاح کے وقت یُوں کہے کہ مَیں نے فلاں کی طرف سے قبول کیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالواحد غفرلہٗ

۶ رجب المرجب

۱۴۲۲ھ

مولانا محمدؒ موسیٰ صاحبؒ

تیار ہو جاؤ

مسلمانو! اُٹھو بہرِ عمل تیار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب تیار ہو جاؤ
اُدھر اغیار ہیں خوشیاں ہیں اور فرحت کا عالم ہے
ادھر ہم ہیں دل پُر داغ ہے اور چشم نم ہے
بہت غم ہیں مگر سب سے بڑا غم ہے تو یہ غم ہے
جو بہرِ سجدۂ حق تھا وہ سر پیشِ بُتاں خم ہے
صحابہؓ کے طریقے پر جو ہم ثابت قدم ہوں گے
تو بے جاہ وحشم ہی صاحبِ جاہ وحشم ہوں گے
پھٹے حالوں میں بھی اس درجہ پھر با رُعب ہم ہونگے
کہ جتنے بھی یہ سرکش بُت ہیں سر اُن کے خم ہوں گے
مسلمانو! اُٹھو بہرِ عمل تیار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب تیار ہو جاؤ

(گلستان قناعت ص ۱۴۶)

عالمِ اسلام

افغانستان پر امریکہ کے وحشیانہ حملے

عالمِ اسلام کا ضمیر کب بیدار ہوگا ؟

محمد ساجد قاسمی

عبّاسی خلیفہ معتصم باللہ سامرا میں اپنی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہے، اِرد گرد مصاحبین بیٹھے ہوئے ہیں، خلیفہ اپنے ندماو مصاحبین سے محو گفتگو ہے، اچانک ایک آدمی دربار میں آیا، سب کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ ہوگئیں، اس نے بتایا کہ میں روم سے آرہا ہوں، خلیفہ نے وہاں کے حالات معلوم کیے، اس نے کہا کہ حالات وہاں کے سب ٹھیک ہیں البتّہ وہاں ایک چھوٹا سا واقعہ یہ پیش آیا کہ میں ایک دن روم کے شہر عموریہ کے بازار میں تھا، مَیں نے دیکھا کہ ایک عرب خاتون ایک رُومی سے کسی سامان کے متعلق سودا کر رہی ہے، یکایک دونوں میں کچھ تلخی پیدا ہوئی، اس رُومی نے اس خاتون کے اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ اُس کے کئی دانت ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے۔ اس عورت کی زبان سے بے ساختہ نکلا : وامعتصماہ ! (ہائے معتصم میری مدد کرو) اس پر اس آدمی نے کہا: بلا اپنے خلیفہ کو دیکھیں وہ تیری مدد کرتا ہے صرف یہ معمولی سا واقعہ پیش آیا، اور کوئی قابلِ ذکر بات نہیں۔

یہ واقعہ سُنتے ہی خلیفہ غُصّے سے آگ بگولا ہوگیا، اس کی آنکھوں میں خُون اُتر آیا، اپنی مسند پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے کہا: لبیك أيتها المرأة المسلمة ! (اے مسلم خاتون میں تیری مدد کے لیے حاضر ہوں)، اسی وقت خلیفہ لشکر لے کر روانہ ہوگیا اور روم پہنچ کر شہر عموریہ پر حملہ کر دیا، خلیفہ نے اس ناقابلِ تسخیر شہر کو فتح کر کے اس ظالم کو گرفتار کر لیا اور اس مُسلم خاتون کو انصاف دلایا۔

آج ایک فرد نہیں بلکہ مُسلم ملک افغانستان کو دُنیائے کُفر کے نمائندہ امریکہ اور برطانیہ کی جانب سے کُھلی جارحیّت و بربریّت کا سامنا ہے، بے قصور افغان عوام پر ظُلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، طالبان سخت کوش خاک و خُون میں مل رہے ہیں، ظالموں کی سفاکی و بربریت آخری نقطے کو پہنچ رہی ہے، ان کا سب سے بڑا جُرم یہ ہے کہ وہ اسلامی بیداری سے سرشار ہیں، اپنے ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ کر رہے ہیں، وہ صحیح اسلامی تصور کے

حامل ہیں، ظالم اسلام اور اسلام پسندوں کو فتنۂ فردا سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ اُن کی اسلامی بیداری اور اسلام پسندی کا پنج مارنا چاہتا ہے اس کی پاداش میں آج انہیں یہ بُرے دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔

آج اس وسیع عریض عالمِ اسلام میں کوئی معتصم کا کردار ادا کرنے والا نہیں ہے جو یہ کہے کہ اے افغانستانی مجاہدو! ہم تمہاری مدد کے لیے آرہے ہیں تم پر سراسر ظلم ہو رہا ہے، ہم ظالم کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے، ہم ظالم سے خُون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے۔ کوئی نہیں جو قحط زدہ اور فاقہ کش افغان عوام سے کہے کہ یقیناً تمہارے اُوپر بُرا وقت آ پڑا ہے، ہم تمہاری اس سخت گھڑی میں مدد کریں گے۔ عالمِ اسلام تقریباً ۵۶ ممالک پر مشتمل ہے کسی ملک کے سربراہ کی رگِ حمیّت نہیں پھڑکی۔ کسی میں عربی نخوت اور اسلامی غیرت بیدار نہیں ہُوئی۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ کچھ اسلامی ممالک عملی طور پر ان حملوں میں تعاون کر رہے ہیں، کچھ زبانی حمایت کر رہے ہیں اور کچھ خاموش تماشائی بنے ہُوئے ہیں، حد تو یہ ہے کہ ۹/ اکتوبر کو تنظیم اسلامی کانفرنس کا اجلاس ہوا، اس میں افغانستان کے مسئلے کو کوئی اہمیّت ہی نہیں دی گئی، آخر میں جاری کیے گئے اعلامیہ میں متفقہ طور پر امریکہ پر ہونے والے خودکش حملوں کی مذمّت اور افغانستان پر جاری حملوں کی دَر پردہ حمایت کی گئی، یہ کانفرنس ہی اس وقت ہُوئی جب امریکی حملے شروع ہو چکے تھے، دوسرے یہ کہ اپنے مقصد میں بالکل ناکام رہی۔

انتہائی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اسلامی ممالک کے تقریباً تمام سربراہوں کی چونکہ تعلیم و تربیت مغربی درسگاہوں اور مغربی ماحول میں ہُوئی ہے اس لیے وہ خدا بیزار اور مذہب بیزار ہیں، ان کے پاس اسلام کا صحیح تصوّر نہیں ہے، اسلام اور شعائر کو مغربی پیمانوں سے ناپتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بھی اسلامی تحریکات اور تنظیموں کو دہشت گرد تنظیموں کا نام دیتے ہیں، جہاد کو اسلامی دہشت گردی کہتے ہیں۔

یہ اسلامی ممالک کے سربراہ ہیں، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ اسلام کی نمائندگی کرتے، ملک میں اسلامی نظام نافذ کرتے، مسلم عوام کے مذہبی جذبات و خواہشات کا پاس رکھتے، وہاں موجود قدرتی و مادی ذخائر کو اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی سربلندی کے لیے خرچ کرتے خود بھی ان سے فائدہ اُٹھاتے اور پُوری اُمت مُسلم کو اس میں شریک کرتے۔

لیکن ایسا کچھ نہیں ہُوا، یہ ممالک جو اسلام کے دین ہیں، جن کے لیے اسلام کے جیالوں نے بے پناہ قربانیاں دیں آج انہیں ممالک میں اسلام کو حکمراں طبقے کی جانب سے سب سے زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے، اس طبقے کا قبلہ مغرب ہے، اس کا طرزِ فکر اور طرزِ تصوّر مکمل طور پر مغربی ہے، وہاں کے نظامہائے حکومت

مغرب سے لائے گئے ہیں مُسلم عوام کے اپنے دین کے تئیں جذبات و خواہشات کو طاقت سے کچل دیا جاتا ہے اور ملک میں وہی کچھ کیا جاتا ہے جو مغربی طاقتوں کا حکم ہوتا ہے۔

اسلامی ممالک بالخصوص خلیجی ممالک کی دولت یورپ و امریکہ کے بینکوں میں رکھی ہوئی ہے، دُشمنانِ اسلام اسی دولت سے انہیں کے خلاف سازشی پروگرام بناتے رہتے ہیں، ان سربراہوں کی ناعاقبت اندیشی کا یہ عالم ہے، کہ پُورے جزیرۂ عرب کو امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اپنے لاؤ لشکر سے مکمّل طور پر گھیر رکھا ہے، چنانچہ خلیج عربی، خلیج عمان، بحرِ ہند، بحرِ احمر اور بحرِ متوسط میں امریکی بحریہ کے ۳ طیارہ بردار، ۵۳۵ جنگی طیارے، ۵ جنگی بحری جہاز، ۵۵ ہزار فوجی ہیں، سعودیہ میں ۱۳۰ جنگی طیارے، ۵۰۰۰ فوجی (صحیح تعداد کہیں زیادہ ہے)، ۴۱۰۱۴ عسکری ماہرین، چالیس ہزار سویلین، کویت میں ۵۰۰۰ ہزار فوجی، ۳۴ جنگی طیّارے، ایک بریگیڈ کے لیے جنگی ساز و سامان کا پیشگی ذخیرہ، قطر میں ۵۰۰۰ ہزار فوجی، ۳۴ جنگی طیّارے، ایک بریگیڈ کے لیے اسلحہ، بحرین میں ۱۸ جنگی طیّارے، ۵۰ فوجی مشیر، فوجی تعداد معلوم نہیں، البتّہ خلیج میں امریکی بحریہ کا ہیڈ کوارٹر یہیں ہے۔

برطانیہ کے صرف خلیج اور اس کے چھ ممالک میں ۲۹، ۷ فوجی مشیر، ایک طیّارہ بردار، ۵ جنگی بحری جہاز، سعودیہ میں ستائیس ہزار سویلین۔

فرانس کے ۲۱ جنگی طیّارے، طیّارہ بردار سمیت ۱۶ جنگی بحری جہاز ایک لاکھ تیس ہزار فوجی اور ۵۳۰ جنگی جہازوں کے لیے گولہ بارود (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں تحفّظ حرمین کیلنڈر) یہ اعداد و شمار امریکی اعتراف کے مطابق ہیں ورنہ حقیقی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

اس طرح تقریباً پورے جزیرۂ عرب کو دُشمنانِ اسلام نے اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے، یہ صرف حکمراں طبقے کی عیش کوشی، لذّت اندوزی اور ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے وہ اقتدار کے نشے میں بدمست ہیں، انہیں یہ بالکل احساس نہیں کہ وہ مکمّل طور پر دُشمنوں کی سازشوں کے نرغے میں ہیں، اگر ان کی غفلت کا یہی عالم رہا، دُشمنوں کی سازش کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اُن کی اور اُن کے مقابلہ کے لیے تیّاری نہ کی تو عالمِ عرب کو بہت بھیانک دن دیکھنے پڑیں گے۔

یہ حالات ہیں، آخر عالمِ اسلام کا ضمیر کب بیدار ہوگا؟ اسلامی ممالک کے سربراہ خوابِ گراں سے کب بیدار ہوں گے؟ اسلام جس کی سرزمین پر وہ حکمرانی کر رہے ہیں اور جس کا دیا ہُوا کھاتے ہیں! کب اس سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیں گے؟

ہے حسرتوں کو کون سے موسم کا انتظار دل جس میں چاک ہوں وہ زمانہ یہی تو ہے

افغانستان پر امریکی جارحیّت کے خلاف امریکی و برطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ کا فتویٰ

الاستفتاء

امریکہ اور اس کے اسلام دُشمن حلیفوں نے عرصہ دراز سے عالم اسلام کو اپنی جارحیّت اور بربریت کا نشانہ بنا رکھا ہے ماضی میں چیچنیا، سوڈان، لیبیا، عراق، ایران اور فلسطین کے مُسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، مسلم آبادیوں کو خانماں برباد کیا ان کی جان ومال اور عزّت وآبرو کو پامال کیا، ہنوز فلسطین میں امریکہ واسرائیل کی جارحیّت جاری ہے۔ اَب امریکہ وبرطانیہ نے انسدادِ دہشت گردی کے عنوان سے افغانستان کے مظلوم وبے قصور مسلمانوں کو اپنی وحشیانہ بربریت اور درندگی کا نشانہ بنایا ہے، ۷/اکتوبر سے بموں اور میزائلوں کے ذریعہ افغان مسلمانوں پر مسلسل حملہ کر رہا ہے جس میں سینکڑوں مُسلمان جاں بحق ہو رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ انسداد دہشت گردی نہیں بلکہ اسلام کے خلاف ایک منظّم صلیبی جنگ ہے جس کا اظہار امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے خود کیا ہے، نیز امریکہ وبرطانیہ کی جانب سے سیاسی سطح پر کی گئی اب تک کی کارروائیاں بھی اسی کی مظہر ہیں کہ انسداد دہست گردی کے پردہ میں اسلام کے خلاف صیہونی وصلیبی جنگ ہے۔

اس صُورتِ حال میں ہم مُسلمانوں کی شرعی ذمّہ داری کیا ہے؟ کیا موجودہ وقت میں ان اسلام دُشمن طاقتوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ ہمارے لیے لازم العمل نہیں؟ اور کیا امریکی و برطانوی کمپنیوں کی مصنوعات کی خرید و فروخت کر کے ان کی تجارت اور معاشی قوّت کو فروغ دینا، تعاون علی الظلم نہ ہوگا؟ بینوا توجروا

المستفتی: معز الدین احمد، جمعیۃ علماء ہند دہلی

"ج" نمبر ۳۷۷
دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
۲۹/رجب ۱۴۲۲ھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب

ھوالموفق! ۷/اکتوبر ۲۰۰۱ء سے امریکہ اور برطانیہ افغانستان کے مُسلمانوں پر میزائلوں اور بموں کے ذریعہ جو وحشیانہ اور دہشت گردانہ حملے کر رہا ہے وہ یقیناً کمزور مُسلمانوں اور اسلام کے خلاف بربریت اور ظالمانہ حملے ہیں بلکہ امریکہ وبرطانیہ کے مسلسل جارحانہ عزائم کا ایک حصّہ ہیں اور اس میں بھی کوئی شبہہ نہیں کہ یہ اسلام

کے خلاف ایک منظّم صلیبی اور صیہونی جنگ ہے جس سے لاکھوں بیگناہ مُسلمان، کمزور بچّے اور عورتیں ہلاک و متاثر ہوئے ہیں۔

اس لیے اس وقت تمام مسلمانوں پر شرعی اعتبار سے اور تمام انصاف پسند برادران وطن پر اخلاقی اعتبار سے لازم ہے کہ امریکہ و برطانیہ کا جس طریقہ سے بھی ہو سکے مقاطعہ (بائیکاٹ) کریں ان کی مصنوعات کی خرید و فروخت سے کلی طور پر احتراز کریں کیونکہ یہ ظُلم و عدوان میں تعاون ہے جو شرعًا ممنوع اور ناجائز ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے " تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان " واللہ اعلم۔

محمد ظفیر الدین غفرلہ مفتی دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، احقر محمود حسن غفرلہ بلند شہری، سعید احمد عفا اللہ عنہ پالنپوری، کفیل الرحمٰن، محمد عبداللہ غفرلہ (مفتیان دارالعلوم دیوبند) مرغوب الرحمٰن عفی عنہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) نصیر احمد عفا اللہ عنہ (صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند) وجمیع اساتذہ کرام، اسعد غفرلہ (صدر جمعیۃ علماء ہند)

تائیدات

دارالعلوم وقف: الجواب صحیح: محمد سالم قاسمی (مہتمم دارالعلوم وقف) انظر شاہ کشمیری (صدر مدرس دارالعلوم وقف) خورشید عالم (ناظم تعلیمات دارالعلوم وقف)

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد: شبیر احمد عفا اللہ عنہ (مفتی مدرسہ شاہی مراد آباد) احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ (نائب مفتی مدرسہ شاہی) اشہد رشیدی غفرلہ (مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی) عبدالسلام غفرلہ (صدر مدرس مدرسہ شاہی) و دیگر اساتذہ کرام۔

جامعہ مظاہر علوم: العبد محمد طاہر غفرلہ، مقصود عالم، اسرار احمد غفرلہ (مفتیان جامعہ مظاہر علوم) محمد سلمان غفرلہ (ناظم جامعہ مظاہر علوم جدید) رضوان نسیم غفرلہ (معاون ناظم) زین العابدین غفرلہ (جامعہ مظاہر علوم)

مظاہر علوم وقف: مظفر حسین غفرلہ المظاہری (مفتی اعظم و ناظم اعلیٰ مظاہر علوم وقف) مجد القدوس رومی غفرلہ، رئیس احمد غفرلہ (مفتیان مظاہر علوم وقف)

مدرسہ امینیہ دہلی: عبدالرحمٰن غفرلہ (مفتی امینیہ دہلی) محمد اختر غفرلہ (معاون مہتمم امینیہ دہلی)

دارالعلوم جامع الہدٰی مراد آباد: عبدالرؤف غفرلہ، محمد لقمان القاسمی غفرلہ (مفتیان دارالعلوم جامع الہدٰی) محمد اعلم قاسمی غفرلہ (مہتمم جامعہ الہدٰی)

جامعہ عربیہ امدادیہ مراد آباد: محمد اسجد غفرلہ، محفوظ احمد غفرلہ، عبدالرحمٰن ساجد الاعظمی، محمد جمال الدین غفرلہ،

تصور حسین القاسمی غفرلہ، محمد یحییٰ القاسمی غفرلہ (اساتذہ مدرسہ امدادیہ مراد آباد)

مدرسہ حیات العلوم مراد آباد: الطاف الرحمٰن غفرلہ (مفتی مدرسہ عربیہ حیات العلوم) عطاء اللہ قاسمی غفرلہ (استاذ حدیث مدرسہ حیات العلوم)

اس وقت:

طوالت کے خوف سے تمام تائیدی اسماء ذکر نہیں کیے جارہے ورنہ ملک کے تمام ہی مکاتبِ فکر کے عُلماء کی طرف سے مذکورہ فتوای کی تائید میں بیانات آرہے ہیں جو جلد ہی کتابچہ کی شکل میں جمعیۃ عُلماء ہند کی طرف سے شائع کیے جائیں گے۔ اس وقت جو امریکی مصنوعات یہاں کے بازاروں میں دستیاب ہیں یا امریکی کمپنیوں کے اشتراک سے خود ہندوستان میں تیّار ہورہی ہیں، ان میں پیپسی کولا (اور اس کے ذیلی مشروبات جیسے سیون اپ اور مرنڈا) کوکا کولا (اور اس کے ذیلی مشروبات جیسے سپرائٹ اور فانٹا) لکس صابن، کول گیٹ ٹوتھ پیسٹ، بر ج اسٹون ٹائر، امریکن شیمپو وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ مُسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے ملّی غیرت اور اسلامی اخوّت کا ثبوت پیش کریں۔

○

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

شاہین اقبال اثر

مُسلمان حکمرانو اب تو تم بیدار ہو جاؤ

سُنو صدّیقِ اکبرؓ کی طرح خوددار جاؤ اُٹھو فاروقِ اعظم کی طرح جی دار ہو جاؤ
بڑھو عثمانؓ ذوالنورین کی تلوار ہو جاؤ چلو اَب پیرو کارِ حیدرِ کرار ہو جاؤ
مُسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

دفاعِ اہلِ ایماں کے لیے تیّار ہو جاؤ مقابل کُفر کے اک آہنی دیوار ہو جاؤ
گلے کے طوق کو توڑو تبر بردار ہو جاؤ محمد ابن قاسم سے سپہ سالار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

مُسلماں کو مٹاؤ کُفر کا پُرزور نعرہ ہے خُدا کے دین کا مٹنا تمہیں کیونکر گوارا ہے
امیرالمؤمنین نے اہلِ ایماں کو پُکارا ہے ضرورت کا تقاضا ہے کہ تم انصار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اَب تو تم بیدار ہو جاؤ

نہ ٹھہرو اپنے محلوں میں اب آبِ منجمد ہوکر ہُوا ہے حملہ آور کُفر تم پر متحد ہو کر
علاج اس کا کرو اب تم بھی فوراً مستعد ہوکر ابھی تک پھول بن کر تھے بس اَب تلوار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

یہودی جارحیّت کا بپا طوفاں کرتا ہے اور عیسائی صلیبی جنگ کا اعلان کرتا ہے
تقاضا صاحبِ ایمان سے ایمان کرتا ہے صلاح الدّین ایّوبی کے پیروکار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اَب تو تم بیدار ہو جاؤ

یہ مانا ایٹمی قوّت نہیں ہے مال تو ہے نا تمہاری مملکت میں ہی زر سیال تو ہے نا
یہ دولت کافروں کے زیرِ استعمال تو ہے نا بہت لوٹا گیا تم کو بس اب ہشیار ہو جاؤ
مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

کہیں پہ اک مسلماں بھی جو گھِر جائے مصیبت میں تو آنا چاہیے کل اُمّتِ مسلم کو حرکت میں
رہو گے کب تلک تم مُبتلا یُوں خوابِ غفلت میں کہیں خود بھی نہ آ پڑے وقت سے دوچار ہو جاؤ

مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

رہو گے کب تلک یُوں محوِ طاؤس و رباب آخر عدالت میں کھڑا ہونا تو ہے روزِ حساب آخر
خُدا کے سامنے دو گے بھلا تم کیا جواب آخر کہیں ایسا نہ ہو اس دن ذلیل و خوار ہو جاؤ

مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

کہاں اپنی صلاحیت کے تم جوہر دکھاتے ہو نظر بندی گرفتاری کے پروانے سُناتے ہو
یہی انصاف ہے تم اہلِ حق پر ظلم ڈھاتے ہو کبھی باطل سے بھی تو بر سرِ پیکار ہو جاؤ

مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

یہی ہے شکر کیا اللہ کے احساں کے بدلے لگاؤ داؤ پر دین مبین کو جان کے بدلے
بھلا وہ بادشاہت کیا جو ہو ایمان کے بدلے کہیں سطحِ زمیں پر تم نہ زیرِ بار ہو جاؤ

مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

ہے جینا بھی کوئی جینا اگر ذلت مقدر ہے ادھر پاؤں میں بیڑی ہے ادھر گردن پہ خنجر ہے
اب ایسی زندگی سے تو یقیناً موت بہتر ہے ذرا سلطان ٹیپو کی طرح جی دار ہو جاؤ

مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

جہاں آزاد لوگوں کو غلامی راس آتی ہے تو ذلت اور رسوائی یقیناً پاس آتی ہے
سوجگری دوستوں میں بھی عدو کی باس آتی ہے کہیں ایسا نہ ہو تم لقمۂ اغیار ہو جاؤ

مسلماں حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ

مقابل حق کے باطل مات ہے یہ جانتے ہو تم بھلا کیا کُفر کی اوقات ہے پہچانتے ہو تم
سُپر طاقت خُدا کی ذات ہے خود مانتے ہو تم خُدا کے نام پر آزاد و خود مختار ہو جاؤ

مسلماں حکمرانو! اَب تو تم بیدار ہو جاؤ

وَمَا لَكُم لَا تُقَا تِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ
وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا
وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنْكَ وَلِيّاً وَّاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنْكَ نَصِيرًا (پ۵ ر۷)

عیسائی قیادت کی جانب سے امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف صلیبی جنگوں کے اعلان کے بعد مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے لہذا

الحامد ٹرسٹ

کے ذریعہ دنیا بھر میں کفر کی فرعونی طاقتوں کے مقابل برسر پیکار مجاہدین اور مظلوم مسلمان، یتیم مساکین، بے سہارا بیوائیں اور زخمی مجاہدین کی مالی مدد کے لیے آگے بڑھیں دیر نہ کریں غفلت کے نتیجہ میں خدانخواستہ کہیں یہ وقت آپ پر بھی نہ آجائے۔ والعیاذ باللہ

اپیل کنندہ

سید محمود میاں غفرلہ

مرکزی دفتر خانقاہ حامدیہ محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

(ٹھوکر نیاز بیگ سے 19 کلومیٹر)

مندرجہ ذیل حضرات سے رقم جمع کرانے کے لئے رابطہ فرما کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱) جناب مولانا خالد محمود صاحب و جناب مولانا یعقوب صاحب
مرکزی دفتر خانقاہ حامدیہ محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور۔

(۲) جناب ڈاکٹر محمد امجد صاحب بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
الحبیب ہومیو پیتھک کلینک ۱۰۔ چوک موہنی روڈ لاہور فون نمبر: 7114147

(۳) جناب سید دلاور علی شاہ صاحب اقراء مدینۃ الاطفال ۴۲ شاہ جمال لاہور
فون نمبر: 7571837-7568322

(۴) جناب مولانا نعیم الدین صاحب مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ ۱۷۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر: 7232536

(۵) جناب قاری غلام سرور صاحب خطیب جامع مسجد بخاری ڈی۔۳۰۱ محلّہ الفیصل
اندرون لوہاری گیٹ لاہور فون نمبر: 7651069

(۶) جناب خلیل الرحمٰن صاحب عرف بو خلیل سگریٹ مارکیٹ نئی انارکلی ہسپتال روڈ
لاہور فون نمبر: 7227947

(۷) جناب قاری محمود الحسن صاحب جامع مسجد فضلیہ عثمانیہ مونگیا سٹریٹ سنت نگر لاہور
فون نمبر: 7117438

(۸) جناب مولانا قاری انتظار حسین صاحب خطیب جامع مسجد فاروقیہ خیبر پارک سنت نگر لاہور۔

(۹) جناب مولانا عبدالحفیظ صاحب خطیب مسجد جانی شاہ ۱۰۲۔لٹن روڈ نزد چوک قرطبہ مزنگ چونگی لاہور فون نمبر: **7356836**

(۱۰) جناب محمد حسن صاحب دوکان نمبر **8** گولڈ سنٹر لبرٹی مارکیٹ لاہور فون نمبر: **5764546**

(۱۱) جناب فیروز صاحب آئیڈیل گارمنٹس چوک نوری بلڈنگ مین بازار اسلام پورہ لاہور۔

(۱۲) جناب اشتیاق احمد صاحب سعدی ٹول سٹور نزد شیل پٹرول پمپ سلطان باہو چوک شیخ عبدالقادر جیلانی روڈ لاہور۔

(۱۳) جناب مولانا عرفان صاحب ۱۹۶۔این نزد مسجد بلال آفیسر کالونی پیکو مرغزار لاہور۔

(۱۴) جناب مولانا محمد ولید صاحب ۱۴۔ بہاولپور روڈ چوک قرطبہ مزنگ چونگی لاہور۔ فون نمبر: **7564782**

(قسط : ۹)

فہمِ حدیث

ایمان، اسلام اور احسان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد صاحب

اسلام کی وجہ سے ایک کے دوسرے پر حقوق

۱۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم لِلْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتُّ خِصَالٍ یَعُوْدُہٗ اِذَا مَرِضَ وَ یَشْھَدُہٗ اِذَا مَاتَ وَ یُجِیْبُہٗ اِذَا دَعَا وَ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ اِذَا لَقِیَہٗ وَ یُشَمِّتُہٗ اِذَا عَطَسَ وَ یَنْصَحُ لَہٗ اِذَا غَابَ أَوْ شَہِدَ۔ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک مُسلمان کے دوسرے مُسلمان پر چھ حق واجب ہیں۔ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے، اگر (مدد کے لیے یا کھانے پر) بلائے تو اُس کے یہاں جائے (اور جو مدد ہو سکے اس سے دریغ نہ کرے اور کھانے پر بُلایا ہو تو کھانا خواہ ہلکا ہو خوش دلی سے قبول کرے) جب اس سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے اور جب اس کو چھینک آئے (اور الحمد للہ کہے) تو جواب میں یرحمک اللہ کہے اور وہ حاضر ہو یا غائب ہر حال میں اس کی خیر خواہی کرے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ

كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مُسلمان (تو دوسرے) مُسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو مصیبت میں ڈالتا ہے اور جو مُسلمان اپنے (مُسلمان) بھائی کی حاجت روائی میں مشغول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت روائی فرماتے ہیں اور جو کسی مُسلمان کی کوئی سی ایک مشکل آسان کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی شدید مشکلات میں سے اس کی ایک مشکل آسان فرما دیں گے اور جو شخص کسی مُسلمان (کے کسی عیب) کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن (اس کے گناہوں پر) اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

۳- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ۔ (بخاری ومُسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اپنے (مُسلمان) بھائی کی (ہر حال میں) مدد کیا کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو مَیں اس کی مدد کرتا ہوں، ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد کیسے کروں۔ آپ نے فرمایا (اس طرح کہ) تم اس کو ظلم کرنے سے روکو کیونکہ (ظالم کو ظلم سے روک دینا اور اُس کو اللہ تعالیٰ کے غُصّہ اور انجام بد سے بچالینا بس) یہی اس کی مدد کرنا ہے۔

(جاری ہے)

محمد طاہر عبدالرزاق

تفسیر عثمانی...؟

پاکستان میں تو وہ دن میں ایک دو نمازیں پڑھ لیا کرتا تھا، لیکن پردیس میں پہنچ کر خدا زیادہ یاد آنے لگا اور اس نے باقاعدگی سے پانچ وقت کی نماز پڑھنا شروع کر دی جس سے اس کے قلب کو سکون اور اطمینان حاصل ہُوا۔ باجماعت نمازوں نے اس کے ایمان کو جلا بخشی اور اس کے دل میں ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کا شوق پیدا ہُوا۔ اس نے سوچا کہ مطالعہ کے لیے کسی تفسیر کا انتخاب کیا جائے۔ وہ وہاں پر مقیم ایک پاکستانی عالمِ دین کے پاس گیا اور ان کے سامنے اپنا سوال پیش کیا۔ اُنھوں نے اسے مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر "تفسیر عثمانی" کے مطالعہ کا مشورہ دیا۔ وہ مولانا شبیر احمد عثمانی کے نام نامی سے واقف تھا اُسے معلوم تھا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کو شیخ الاسلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ عالم اسلام کے نامور عالمِ دین فخر المحدثین مولانا سیّد انور شاہ رحمہ اللہ علیہ کشمیری کے شاگرد ارجمند تھے۔ پاکستان کا جھنڈا اُنھوں نے ہی اپنے مُبارک ہاتھوں سے لہرایا تھا۔ اس لیے وہ اسی شام بازار پہنچا اور "تفسیر عثمانی" خرید لایا۔ وہ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ تلاوت، ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ میں منہمک رہتا۔ دوران مطالعہ معین باری بعض جگہوں پر رُک جاتا، بعض جگہوں پر ٹھٹھک جاتا اور بعض جگہوں پر چونک جاتا۔ ان عبارتوں کو ماننے پر اس کا دل کسی صُورت تیّار نہ ہوتا۔ وہ قابلِ اعتراض ساری عبارتوں پر نشان لگاتا جاتا اور دل میں عہد کرتا جاتا کہ مولانا صاحب، جنھوں نے اس تفسیر کا انتخاب کیا تھا، ان سے اعتراضات کے بارے میں پُوچھوں گا۔ تقریباً دو مہینہ کے مطالعہ سے اس کے پاس بہت زیادہ قابلِ اعتراض باتیں اکٹھی ہوگئیں۔ وہ عبارتیں کچھ اس قسم کی تھیں:

- ○ ظلی اور بروزی نبوّت کا عقیدہ۔
- ○ مرزا قادیانی کی نبوّت۔

- عیسٰی علیہ السّلام کو سولی دینا۔
- آقائے دوعالم خاتم النّبیّین جناب محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ختم نبوّت کے بعد بھی نبوّت کا جاری رہنا۔
- مرزا قادیانی ... آنے والا مسیح موعود
- مرزا قادیانی بحیثیّت امام مہدی
- مرزا قادیانی کے معجزات کا تذکرہ
- مرزا قادیانی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا۔

ایک دن معین باری، ساری نشان زدہ عبارتیں لے کر اس عالم دین کے پاس حاضر ہوا اور انھیں ایک ایک عبارت دکھائی۔ عالم دین "تفسیر عثمانی" میں یہ عبارتیں دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ وہ اپنا ماتھا پکڑ کر یُوں سوچنے بیٹھ گئے جیسے کسی مراقبہ میں غرق ہوں پھر اُنھوں نے ایک لمبا سانس چھوڑتے ہُوئے کہا کہ یہ "تفسیر عثمانی" نہیں ہے لیکن معین باری اُنھیں بار بار تفسیر دکھاتے ہُوئے کہہ رہا تھا کہ جناب یہ دیکھیں اس جلد پر جلی حروف سے "تفسیر عثمانی" اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کا نام لکھا ہُوا ہے۔

مولانا صاحب وہیں سے معین باری کو ساتھ لے کر ایک دوسرے عالم دین کے گھر گئے جن کا تعلّق عالمی مجلسِ تحفّظِ ختمِ نبوت سے اور اُن کے پاس قادیانیت اور ردِّ قادیانیت کی ایک وسیع لائبریری تھی۔ دونوں نے ساری صُورت حالات ان عالم دین کے سامنے رکھی۔ وہ فوراً ایک ماہر نباض کی طرح سارے معاملے کو سمجھ گئے۔ وہ اُٹھے اور سامنے والی الماری سے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین کی تفسیر "تفسیر صغیر" اُٹھا لائے، جس میں کُفریہ اور ارتدادی تفسیر میں بری طرح اسلامی عقائد کی قطع و برید کی گئی ہے۔ مولانا صاحب نے قادیانی تفسیر، تفسیر صغیر اور تفسیر عثمانی کے صفحات ملائے تو دونوں جگہ ایک ہی طرح کی عبارتیں تھیں مختلف جگہوں سے صفحات ملائے گئے لیکن کسی جگہ بھی اکیس بیس کا بھی فرق نہ نکلا۔ اس کے ساتھ ہی مولانا صاحب سارا معاملہ سمجھ چکے تھے۔ وہ کہنے لگے۔

"قادیانی" تفسیر صغیر پر تفسیر عثمانی کی جلد چڑھا کر اسے تفسیر عثمانی کے نام پر فروخت کر رہے ہیں۔

وہ تینوں وہاں سے اُٹھے اور ایک آفیسر کے پاس پہنچے اور اُسے اس خوفناک ارتدادی مہم سے آگاہ

کیا۔ پولیس آفیسر نے کہا کہ میرے پاس پہلے بھی ایک دو مرتبہ اس قسم کی شکایتیں آئی تھیں لیکن مَیں نے اس وقت مصروفیت کی وجہ سے اس پر کوئی خاص توجہ نہ کی۔ لیکن اب آپ کے تشریف لانے سے میں اس سنگین جُرم کی سنگینی سے پُوری طرح آگاہ ہُوا ہُوں اور میں مجرموں تک پہنچنے کے لیے اپنی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں وقف کر دوں گا۔ پولیس آفیسر نے شہر کی ساری پولیس کو مجرموں کے بارے میں الرٹ کر دیا دو دن کے بعد معین باری دو عُلمائے کرام کے ساتھ پھر پولیس آفیسر کے پاس پہنچا اور اس سے اس مسئلہ کے بارے میں پیش رفت پُوچھی تو پولیس آفیسر نے اُنھیں بتایا کہ ہم مجرموں کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں، عنقریب آپ ان کی گرفتاری کی خوشخبری سُنیں گے۔ ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ یہ قادیانی تفسیر لندن سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر دوبئی آ رہی ہے اور یہاں تفسیر عثمانی کے نام سے بک رہی ہے اور قادیانی ایک خوفناک مہم کے تحت اس تفسیر کو مُسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔

اگلی صبح جب معین باری نے گھر کی دہلیز پر پڑا تازہ اخبار اُٹھایا تو اس میں بہت بڑی سُرخی کے ساتھ یہ خبر درج تھی؛

"قادیانی تفسیر صغیر، جسے ایک منصوبے کے تحت تفسیر عثمانی کے نام سے پھیلایا جا رہا تھا، ایک قادیانی کے گھر سے اس کی ہزاروں جلدیں برآمد کر لی گئی ہیں اور پولیس نے دو قادیانی مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے اور دیگر مجرموں کو گرفتار کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

معین باری یہ خبر پڑھ کر خوشی سے پھُولا نہ سماتا تھا کہ اس کی نشاندہی اور توجہ دلانے سے کتنی بڑی سازش پکڑی گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مَیں یہاں بیوی بچّوں کے مالی تحفّظ کے لیے آیا تھا لیکن اللہ پاک نے مجھ سے تحفّظ ختم نبوّت کا کتنا بڑا کام لے لیا۔ مَیں اپنے اہلِ و عیال کی معاشی حفاظت کے لیے یہاں آیا تھا، لیکن خُدائے رحمان نے مجھ سے حفاظت قرآن کی خدمت لے لی۔ مَیں یہاں اپنا مستقبل سنوارنے آیا تھا، لیکن مالک رحیم نے میری آخرت سنوارنے کا کام بھی کر دیا۔

۲۸ برس تک راہبہ رہنے والی مصری خاتون کے مُسلمان ہونے کے بعد انکشافات

عیسائی مشنریاں یتیم اور بے سہارا بچّوں کو بہانے سے سہارا دے کر عیسائی بنا لیتی ہیں

مدینہ منورہ (آن لائن) ۲۸ برس تک راہبہ کی زندگی گزارنے والی مصری عیسائی خاتون کی اچانک کایا پلٹ گئی اور وہ مشرف بہ اسلام ہوگئی جس نے بعدازاں ہزاروں غیر مُسلموں کو مُسلمان کرتے ہُوئے اس نے اپنی زندگی اسلام کے لیے وقف کردی۔ مذکورہ خاتون جس کا اسلامی نام خدیجہ اجلالی ہے نے اپنے خُصوصی انٹرویو میں بتایا کہ اسلام کی تعلیمات اور اُس کی اساس کو عیسائی مشنریوں نے اختیار کر لیا ہے اس لیے جب وہ غیر عیسائی شخص سے ملتے ہیں تو انتہائی خلوص اور محبّت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس سے وہ شخص متأثّر ہُوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انھوں نے کہا کہ یتیم اور بے سہارا بچّوں کو عیسائی مشنریاں تربیت کے بہانے اپنے سکولوں اور رفاہی اداروں میں رکھتی ہیں۔ بعدازاں ان بچّوں کو عیسائی بنا دیا جاتا ہے۔ اپنے قبول اسلام کے واقعہ کا ذکر کرتے ہُوئے خدیجہ اجلالی نے کہا کہ اسکندریہ میں اُن کی ڈیوٹی اٹلی کے مشنری ہسپتال میں تھی اس ہسپتال میں یہودی مظالم کے شکار فلسطینیوں کو علاج معالجے کی غرض سے لایا جاتا تھا اس دوران اسے معدے میں تکلیف شروع ہوگئی جس کے بعد اسے آپریشن کے لیے یورپ جانے کا مشورہ دیا گیا۔ آپریشن کے بعد بیہوشی کی حالت میں ایک نورانی چہرے والا بزرگ میرے تصوّر میں آیا اس نے میری جانب ہاتھ بڑھایا اور مجھ کو حُکم دیا کہ "اُٹھ جاؤ" مَیں نے کہا کہ میں نہیں اُٹھ سکتی جس پر اس بزرگ نے مجھے سہارا دیا اور میں کھڑی ہوگئی اور کچھ دیر کے لیے ان کے ساتھ چلتی رہی چند لمحات کے بعد میں نے اپنے آپ کو خانہ کعبہ کے سامنے پایا۔ مجھے ایسا محسوس ہُوا کہ مَیں بے وزن ہوگئی ہُوں اور نُور کی سَمت سفر کر رہی ہوں۔ اس نُور کے اندر کلمہ طیّبہ اور اسم محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم واضح طور پہ لکھا گیا تھا جس پہ میرے مُنہ سے بے ساختہ کلمہ کا ورد جاری ہوگیا۔ میرے ہاتھ پر صلیب کا نشان غائب ہوگیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے بٹھایا اور مجھے آب زم زم دیا۔ خدیجہ اجلالی نے کہا کہ جب مجھے ہوش آیا تو میرے چاروں طرف ڈاکٹر کھڑے تھے اور مجھے آپریشن کی کامیابی

کے بارے میں مُبارکباد دے رہے تھے لیکن میری دُنیا بدل چکی تھی اور مَیں ایک راہبہ سے مومنہ بن چکی تھی۔ قبولِ اسلام کے بعد اپنے اُوپر ہونے والی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہُوئے اُنھوں نے کہا کہ عیسائی پادریوں نے میرا جینا مشکل بنا دیا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ عیسائیوں نے مجھے رسیوں سے باندھا اور میرے جسم کو سلاخوں سے داغا گیا لیکن کوئی بھی اذیّت مجھے راہِ حق سے نہیں ہٹا سکی۔ اُنھوں نے کہا کہ مُسلمان ہونے کے بعد میری شادی ایک مُسلمان نوجوان سے ہوگئی جس سے میرے دو بچّے ہُوئے لیکن سازش کرکے میرے خاوند اور دو بچّوں کو قتل کر دیا گیا۔ تبلیغِ اسلام کے بارے میں بات چیت کرتے ہُوئے خدیجہ اجلالی نے کہا کہ اب تک میرے ہاتھوں بارہ ہزار سات سو ساٹھ افراد مُسلمان ہوچکے ہیں جن میں بڑی تعداد میں خواتین شامل ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ نومُسلم خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے اُسے اچھے خاندانوں کے سُپرد کیا جاتا ہے جہاں پر اُن کی مثالی تربیت ہوتی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۳۱ اگست ۲۰۰۱ء)

شرعی اصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدّین۔ مُحمّد اعزاز

مُحمّد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر، فسٹ فلور دھوبی منڈی، پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی مدنی دارالافتاء بجنور

حضرت شیخ الہند کا ترجمہ قرآن پاک

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جسکی افادیت اور عمومیت ہندوستان کی حدود سے متجاوز ہو گئی ہیں اور آپ کا یہ مبارک تحفہ دنیا کے چپہ چپہ پر موجود ہے۔ اس لیئے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی تاریخ ذرا تفصیل سے بیان کریں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ قرآن کریم کی وجہ تصنیف یا تالیف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

بعض احباب و مکرمین نے بندہ سے درخواست کی کہ قرآنِ پاک کا ترجمہ سلیس اور مطلب خیز اُردو زبان میں مناسب حال اہلِ زمانہ کیا جائے جس سے دیکھنے والوں کو فائدہ پہنچے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے ٹالتے رہے لیکن اہلِ علم کا اصرار بدستور باقی رہا، الحاصل آپ نے ربیع الاوّل ۱۳۲۷ھ کو ترجمہ قرآنِ پاک کی ابتدا فرمائی اس وقت آپ دارالعلوم دیوبند میں مقیم تھے۔ درس و تدریس اور ارشاد و تلقین سے جس قدر وقت باقی رہتا۔ آپ ترجمہ قرآن پاک پر صرف فرماتے۔ ۲۵ رجمادی الثانی ۱۳۳۰ھ تک سوا تین سال میں دس پاروں کا ترجمہ کیا، ۱۳۳۳ھ میں آپ نے عزم بیت اللہ فرمایا، اور وہاں آزادی وطن کی تحریک کے سلسلہ میں آپ کو گرفتار کر کے مالٹا بھیج دیا گیا۔ وہاں آپ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو پہنچے اور شوال ۱۳۳۵ھ سے پھر آپ نے ترجمہ قرآنِ پاک کا کام شروع کر دیا۔ صبح کو اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر دن کے اوّل حصہ میں آپ ترجمہ قرآنِ پاک یا اس پر نظر ثانی کرتے اور جہاں کہیں بحث طلب مقامات آتے وہاں اپنے رفقاء جلیل شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ، مولانا عزیر گل صاحب سے گفتگو اور تبادلۂ خیال کرتے اس طرح ایک سال کی قلیل مُدت میں بقیہ بیس پاروں کا ترجمہ ۲؍ شوال ۱۳۳۶ھ کو اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد ترجمہ کے حواشی اور فوائد لکھنا شروع کیے۔ ابھی آپ سورۂ نساء تک حواشی لکھ پائے

تھے کہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ کو آپ کو قیدِ فرنگ سے آزادی حاصل ہوئی اور آپ ہندوستان تشریف لے آئے۔

جس وقت آپ تشریف لا رہے تھے تو سمندر میں بے پناہ طوفان آیا اور جہاز کی سلامتی کی کوئی اُمید نہ رہی تب آپ نے قرآنِ پاک کے اس مسودہ کو محفوظ کر کے حضرت مولانا عزیر گل صاحب کے سینے سے بندھوا دیا، اس وجہ سے کہ وہ تیرنا بھی جانتے تھے اور فرمادیا کہ اگر تم بچ گئے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کی اشاعت کا کوئی بندوبست کر دے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ کا تعارف کراتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

اس لیے اس ننگ خلائق کو یہ خیال ہوا کہ حضرت شاہ صاحب ممدوح کے مُبارک و مفید ترجمہ میں لوگوں کو جو کل دو خلجان ہیں، یعنی ایک الفاظ و محاورات کا متروک ہو جانا دوسرے بعض مواقع میں ترجمہ کا مختصر ہو جانا، جو اصل میں تو ترجمہ کی خُوبی تھی، مگر ابنائے زمانہ کی سہولت پسندی اور مذاقِ طبیعت کی بدولت اب یہاں تک نوبت آگئی جس سے ایسے مفید قابلِ قدر ترجمہ کے متروک ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، سو اگر غور و احتیاط کے ساتھ ان الفاظ متروکہ کی جگہ الفاظ مستعملہ لے لیے جائیں اور اختصار و اجمال کے موقعوں کو تدبّر کے ساتھ کوئی مختصر لفظ زائد کر کے کچھ کھول دیا جائے تو پھر انشاء اللہ حضرت شاہ صاحب کا صدقہ فاضلہ بھی جاری رہ سکتا ہے اور مسلمانانِ ہند بھی ان فوائد مخصوصہ سے خالی نہ رہ جائیں گے۔ اس مضمون کو سوچ سمجھ کر جو اپنے مکرمین اور مخلصین کی خدمت میں پیش کیا تو ان حضرات نے بھی اس عاجز کی رائے سے اتفاق کیا۔

تاریخ طباعت

حضرت مولانا مجید حسن صاحب نے عرضِ ناشر میں بیان فرمایا ہے کہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۲۳ء کو میری قسمت کا ستارہ چمکا اور بصد مشکل حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ورثاء سے اس دولت دارین کو باضابطہ طور پر حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ مشتاق نگاہیں بے تاب، تشنہ کامان ہدایت مضطرب اور تقاضے شدید تھے اس لیے فوراً پہلے ایڈیشن کی طباعت کا انتظام ۱۹۲۵ء میں شروع ہو گیا اور ۲۶ پاروں کے حواشی جو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیات میں نہ فرما سکے۔ اُن

کی جگہ حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی سے پُر کر دی گئی مگر اب دوسرے ایڈیشنوں میں اس کمی کو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے ذریعہ پُورا کرا کے شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا مجید حسن صاحب پُرانی وضع کے سچّے اور پکّے دیندار ہیں، ہُوا یہ تھا کہ حضرت شیخ الہند رحؒ کے وصال کے بعد ۱۳۳۹ھ میں مولوی مجید حسن صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر نصر اللہ خاں صاحب عزیز نے یہ دی تھی کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن شریف رکھا ہُوا ہے۔ آپ کسی طرح اس کو طبع کرائیں، یہ تعبیر سُن کر مولوی صاحب موصوف کو لگن لگ گئی اور دیوبند پہنچ کر کسی نہ کسی طرح مبلغ سات ہزار روپے میں باضابطہ طور پر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ورثاء سے یہ ترجمہ حاصل کیا۔

جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے عرضِ ناشر میں بیان فرمایا ہے کہ اس ترجمہ کو اوّلاً موضح القرآن فوائد حضرت شاہ عبد القادر صاحب کے ساتھ شائع کیا، لیکن مولوی صاحب موصوف کی دل کی اُمنگیں جولانیوں پر تھیں۔ وہ اس ترجمہ کو اس کے شایانِ شان طبع کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ مشورہ کے بعد طے پایا کہ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے فوائد لکھوا لیے جائیں، چنانچہ حضرت موصوف کو اس کام کے لیے آمادہ کیا گیا اور دو سو روپے ماہوار آپ کے معاونین کے لیے مقرر کیے گئے، لیکن حضرتؒ اپنی سیاسی اور درسی مصروفیات کی وجہ سے دو سال میں ایک پارہ بھی تحریر نہ فرما سکے۔ دو سال میں ایک پارہ بھی تحریر نہ فرما سکے۔ دو سال بعد حضرت مدنیؒ نے عذر کے ساتھ وہ رقم پیش کر دی جو اس عرصہ میں وصول کر چکے تھے۔

حضرت مدنیؒ کے بعد قرآن کے فوائد کا معاملہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب امروہویؒ سے کیا گیا، اور مولوی مجید حسن صاحب خود امروہہ تشریف لے گئے اور معاملہ طے کر دیا، حضرت مولانا موصوف نے غالباً دو پاروں کے فوائد لکھے ہوں گے کہ جانبین کو ایک دوسرے کی طرف سے کچھ غلط فہمیاں ہوگئیں جس کے نتیجہ میں مولانا نے یہ کام بند کر دیا (اس سلسلہ کی مراسلت میرے پاس محفوظ ہے)

اس کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے حضرت علّامہ عثمانیؒ کو آمادہ کیا گیا، علّامہ موصوف نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے عوض کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، البتہ میرے معاونین کو دو سو روپے فی پارہ دینے ہوں گے، مولوی صاحب اس پر آمادہ ہو گئے اور فوائد کا کام شروع ہو گیا۔ حضرت علامہ موصوف نے حسبِ وعدہ ایک پارہ ماہوار اس طرح بقیہ ۲۶ پاروں کے

فوائد ۲۶ مہینوں میں مکمل ہو گئے۔

اس کے بعد قرآنِ پاک کی کتابت کا نمبر آیا تو ہندوستان کے مایۂ ناز کاتبوں کی کتابت کے نمونے آئے، مولوی صاحب موصوف چونکہ خود بھی کاتب ہیں اس لیے بہت غور و فکر کے بعد مولوی محمد قاسم صاحب انبالوی کو عربی خط کے لیے اور مولوی عبدالقیوم خان صاحب کو اُردو خط کے لیے منتخب کیا گیا اور کام شروع ہوا، اور اُس کے بعد بلاک تیّار کرائے گئے جن پر بڑی رقم صرف ہوئی جب قرآن پاک چھپ کر تیار ہوگیا تو حضرت مدنی قدس سرہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے بقدر دو پاروں کے فوائد اور لائے، لیکن اب کیا ہوسکتا تھا۔ یہ فوائد اب بھی رکھے ہوئے ہیں۔

عُمدہ اور فینسی جلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور

فون 7322408

سودی نظام — تباہی کا پیغام

کیوں اور کیسے؟

ابولبابہ شاہ منصور

زہر سے مسیحائی

"سود کے خلاف دیا گیا فیصلہ واپس لیا جائے۔" "سودی نظام کے بغیر حکومت کو قرضوں کا اجراء نہ ہو سکے گا۔" "سالوں سے رائج نظام کا خاتمہ مشکلات کا سبب ہوگا۔" یہ اور اسی طرح کے دیگر بیانات گزشتہ دنوں اخبارات میں وقفے وقفے سے لگ رہے تھے اور جوں جوں سود کے خاتمے کے لیے حکومت کو دی گئی تاریخ قریب آرہی تھی، ان بیانات کے درمیانی وقفوں میں کمی اور اُن کے لہجے میں بے چینی کا اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ بالآخر حکومت کو سود کے خاتمے کے لیے ایک سال کی مزید مہلت مل گئی جبکہ پچھلی مدّت میں حکومت کی طرف سے سودی نظام کے خاتمے کے لیے دل چسپی دکھائی گئی تھی اور نہ شرعی طریقہ ہائے کار کے اختیار کرنے کے لیے ابتدائی اقدامات کیے گئے تھے۔ یہ افسوس ناک تساہل کیوں برتا گیا؟ سرکاری سطح پر سود کی لعنت سے جان چھڑانے میں عدم دل چسپی کیوں پائی جاتی ہے؟ سود کے تباہ کُن نقصانات کے باوجود ملکی معیشت کو اس نحوست سے پاک وصاف کرنے کی فکر کیوں نہیں کی جاتی؟ یہ سوالات گہرے غور وفکر کے متقاضی ہیں۔ اوّل تو یہ بات ہی بڑی حیرت انگیز ہے کہ ایک ایسا ملک جس کے قیام کے لیے تحریک چلانے والوں کے پاس عوام کو متحد کرنے اور ———— ———— تحریک میں جوڑنے کا "اسلام" کے علاوہ کوئی اور نعرہ ہی نہ تھا، جو عالمِ اسلام کا اہم ترین ملک بلکہ ایک طرح سے سرپرست سمجھا جاتا ہے اور جہاں کی غالب اکثریت اسلام سے محبّت کرنے والی، رزق حلال کی خواہاں اور حرام لقمے سے نفرت کرنے والی ہے، ایسے ملک میں سود جیسے بدترین گناہ کے خاتمے پر خوشی کے اظہار اور کلمات تشکّر کی ادائیگی کے بجائے اُسے برقرار رکھنے

ناگزیر قرار دیئے اور اس کے متبادل نظام کے اجراء میں صعوبتیں گنوانے کی آوازیں اُٹھ رہی ہیں کیا سود دُنیا کا خطرناک ترین ظلم اور قبیح ترین گناہ نہیں ؟ کیا سودی قرضے ہماری معیشت کے لیے زہر قاتل نہیں ؟ کیا یہ دُرست نہیں کہ سودی نظامِ معیشت نے ہی ہماری جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے ؟ اس کی نحوست ہے کہ ہمارے ملک کی آبادی کا ایک بڑا حصّہ خطِ افلاس سے نیچے زندگی گزار رہا ہے اور ہم اس موجودہ نظام کی مہربانیوں کے سبب ایک ناکام ریاست سمجھے جا رہے ہیں ؟ جب یہ سب باتیں دُرست ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس لعنتی طوق کو اُتار پھینکنے کا موقع نصیب ہونے پر متبادل شرعی نظام کا جوش وخروش اور مسرّت سے استقبال کرنے کی بجائے کبھی سودی نظام کو جاری رکھنے کی مجبوریاں گنوائی گئیں اور کبھی شرعی مالیاتی نظام کے نفاذ میں حائل رکاوٹوں کی دہائی دی گئی ؟ دراصل موجودہ سودی نظام میں سرمایہ داروں کا سراسر فائدہ اور بینکوں میں جمع پُونجی رکھوانے والے عوام کا سراسر نقصان ہے جبکہ شریعت کے بابرکت نظام میں سرمایہ دار اور عوام سرمایہ کاری کے فوائد میں برابر کے شریک ہوں گے ، یہ بات حرص سے مغلوب سرمایہ داروں کو پسند نہیں ، لہٰذا وہ اس نظام کا خاتمہ نہیں ہونے دینا چاہتے ۔ آئیے ! اس نکتے کو ذرا وضاحت سے سمجھتے ہیں تب معلوم ہوگا کہ ملک کے عوام کی غالب اکثریّت کی خواہش کے باوجود وہ کون سی قوّتیں ہیں جو ہمیں اس نظام میں جکڑے رکھنا چاہتی ہیں ۔

ایک سوال

بات کی ابتدا ہم ایک سوال کرتے ہیں جو آپ بھی سُنتے رہتے ہوں گے ۔ وہ یہ کہ پچھلے زمانے میں تو سود واقعی تباہ کن ظلم تھا کہ اس میں ایک ضرورت مند کی مجبوری سے فائدہ اُٹھایا جاتا تھا لیکن آج کل سودی نظام کسی پر ظلم نہیں بلکہ یہ تو ان لوگوں کے ساتھ تعاون ہے جو اپنے پیسے کو کسی معاشی سرگرمی میں لگا کر روپیہ کمانے کی صلاحیت یا فرصت نہیں رکھتے ۔ اگلے وقتوں میں صرف مقاصد (ذاتی ضروریات کی تکمیل) کے لیے بوقت مجبوری سودی قرض لیا جاتا تھا ۔ مثلاً کسی شخص کو بوڑھے باپ کا علاج کروانے یا بچّوں کے شادی بیاہ کے جھمیلے نمٹانے کے لیے رقم کی ضرورت ہے ۔ اَب ساہوکار مہاجن اسے بغیر بیاج (سود) لیے قرض نہیں دیتے تھے اور اگر وہ وقت موعود پر قرض

لوٹانے کی استطاعت نہ رکھتا تو سود کی رقم کو اصل قرض میں شامل کر کے اصل، مع سود دونوں پر نئی شرح سے سود عائد کر دیتے تھے۔ جبکہ موجودہ زمانے میں تجارتی مقاصد کے لیے قرضے لیے جاتے ہیں، سرمایہ کار حضرات بینک کی وساطت سے عوام کا جمع شدہ روپیہ لے کر مختلف منصوبوں میں لگاتے ہیں اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی سے متعیّن حصہ (سود) بینک اور عوام کو ادا کر دیتے ہیں۔ اس سے ان لوگوں کے معاشی سہاروں کا بندوبست نکل آتا ہے۔ جن کے پاس عمر بھر کی جمع پونجی تو ہے لیکن اور مواقع کا علم نہ ہونے کے باعث اسے نفع آور منصوبوں میں نہیں لگا سکتے یا اپنی فاضل بچتوں کو فالتوں اور بے مصرف پڑا رہنے کی بجائے کسی ایسے مصرف میں لگانا چاہتے ہیں جہاں سے ان کو بھی چار پیسے ملتے رہیں، دوسرے لوگوں کے لیے بھی روزگار کے مواقع پیدا ہوں اور ملک کی مجموعی اقتصادی ترقی میں بھی حصّہ ڈلتا رہے۔ خلاصہ یہ کہ زمانہ قدیم میں مجبوری کے مارے ہُوئے لوگوں کو قرض دے کر سود لیا جاتا تھا اور آج خوشحال عوام سے قرض لے کر اُنہیں سود دیا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ سود تو ظلم کی بدترین صُورت تھی لیکن یہ سود تو تعاون اور سہارا ہے۔

اندھیرا ظلم

یہ بحث اُٹھانے والے خُوب صُورت الفاظ کا سہارا لے کر سرمایہ کاروں کو عوام کا خادم اور محسن گنواتے ہیں اور عوام کو ہرگز یہ احساس نہیں ہونے دیتے کہ سرمایہ دار کس طرح ان کی دولت کے بل بوتے پر بے حساب منافع کما کر ان کو اس میں سے بہت تھوڑا سا حصّہ دیتے ہیں اور پھر وہ بھی واپس لے لیتے ہیں اور اس طرح دولت کا رُخ اُن کی تجوریوں کی طرف رہتا ہے، عوام کی جیب میں تو بہت تھوڑا جاتا ہے اور وہ بھی ایک حربے سے اینٹھ لیا جاتا ہے۔ درحقیقت سود ہے ہی سراپا ظلم، یہ کل بھی ظلم تھا اور آج بھی ظلم ہے، بلکہ اس دَور میں اس اندھیرے ظلم کی سفاکی اور سنگدلی اس اعتبار سے زیادہ ہو گئی ہے کہ پہلے وقتوں میں لوگ اس سیاہ کاری کو اُجلا پہناوا نہیں پہناتے تھے، ظالم کو ستمگر اور ظلم کو ستم آزمائی سمجھا جاتا تھا، لوگ اس معاشی قتل میں ملوّث شخص کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر آج کے سود خور اتنے عیّار ہو گئے کہ وہ خوں آشام درندوں کی طرح عوام کا خُون چوستے ہیں لیکن اُنہیں اس کی ہوا بھی لگنے نہیں دیتے۔ وہ عوام کے پیسے سے معاشی ترقی کی بنیاد رکھتے ہیں، پھر اُن کی گردن پہ پاؤں رکھ کر

حرص و ہوس کے بالا خانوں کی طرف چڑھتے ہیں، مگر پڑھے لکھے اور باشعور لوگوں کو بھی اس کا ادراک نہیں ہوتا کہ یہ چند افراد پورے معاشرے کو کیسا چکمہ دے رہے ہیں۔

طلسم کا کرشمہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بینکاری کا موجودہ سودی نظام صرف ان لوگوں کے لیے نفع بخش اور "سودمند" ہے جو پہلے سے سرمایہ دار ہوں اور ——— مزید سرمایہ حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں جن ہزارہا عوام کا روپیہ بینکوں میں رکھا ہوا ہوتا ہے اور اس کی بنیاد پر سرمایہ داروں کے کارخانہ لگتے اور چلتے ہیں، ان کو اپنے جمع کردہ روپے کے عوض بہت قلیل مقدار ملتی ہے اور پھر وہ بھی چور دروازے سے واپس سرمایہ کار کی تجوری میں پہنچ جاتی ہے۔ اس کو سادہ سی مثال سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ سودی نظام میں بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ سرمایہ کار کوئی منصوبہ شروع کرتے وقت (مثلاً) دس لاکھ روپے اپنی جیب سے لگاتا ہے اور نوے لاکھ روپیہ بینک سے قرض لیتا ہے۔ اتنے بھاری سرمائے سے جب تجارت ہوتی ہے تو نفع کی شرح بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ فرض کیجیے کہ پچاس فیصد نفع ہُوا اور ایک کروڑ کے ڈیڑھ کروڑ بن گئے اب سرمایہ دار اس میں سے صرف پندرہ لاکھ روپے سود کے طور پر بینک کو دے گا جس میں سے بینک اپنا نفع نکال کر بمشکل دس یا بارہ لاکھ روپے ان سینکڑوں عوام کو دے گا جن کی امانتیں اس کے پاس جمع تھیں۔ اَب اس کا خالص نتیجہ یہ ہے کہ جن سینکڑوں افراد نے نوے لاکھ روپے کا سرمایہ لگایا تھا۔ ان میں تو کل دس بارہ لاکھ روپے تقسیم ہُوئے اور جس سرمایہ دار نے کل دس لاکھ روپے لگائے تھے اسے پینتیس لاکھ روپے کی خطیر رقم ملی۔ سود کے نتیجے میں تقسیم دولت کے توازن میں بگاڑ ایک فطری چیز ہے۔ پھر آگے کی کہانی اس سے بھی دلچسپ ہوتی ہے۔ یہ پندرہ لاکھ روپے جو سرمایہ دار نے بینک کو اور بینک کی وساطت سے عوام کو دیے، سرمایہ دار اُنھیں اپنی مصنوعات کی لاگت میں شامل کرتا ہے اور بالآخر اُنھیں بھی واپس وصول کر لیتا ہے، یعنی اس کاروبار میں اس نے جو مصنوعات تیّار کیں ان کی قیمت مقرر کرتے وقت بینک کو دیے گئے سود کی رقم بھی قیمت میں شامل کرتا ہے۔ جب مصنوعات کی قیمت اس کے پاس پہنچتی ہے تو ساتھ میں اس شرح سود کو بھی سمیٹ لاتی ہے جو اس سنگ دل نے بینک کو ادا کیا تھا۔ نتیجۃً عوام خالی ہاتھ

رہ جاتے ہیں اور اس سودی طلسم کے باعث دولت کے بہاؤ کا رُخ ہمیشہ اُوپر کی طرف، سرمایہ داروں کی تجوری کی جانب رہتا ہے۔ اس کے برعکس اگر شرکت و مضاربت کا شرعی نظام ہوتا اور مثلاً پچاس پچاس فیصد منافع طے ہوتا تو عوام کو پچیس لاکھ روپے ملتے اور سرمایہ دار انہیں قیمت میں شامل کرکے واپس بھی نہ لے سکتا۔ کیونکہ شراکت میں پیسہ لگانے والے کا حصّہ چیز بکنے کے بعد دیا جاتا ہے۔ لہٰذا سرمایہ دار کسی صُورت یہ رقم واپس نہیں لے سکتا۔

بازی گروں کا کھلا دھوکہ

"پچھلے وقتوں میں بچّے اَبّاجی کو کہا کرتے تھے کہ اس مرتبہ دس روپے عیدی لیں گے۔ اَبّاجی فرماتے تھے کہ بیٹا! ہم نے آپ کے لیے اس سے بھی زیادہ سوچا ہے۔ آپ کو بارہ روپے ملیں گے۔ پھر بچّوں کے پاس دو ہی روپے رہتے تھے۔ دس روپے اماں جی کے پاس جمع ہوجاتے تھے۔ آج کل کے سرمایہ کار سے کہا جاتا ہے کہ شراکت کی بنیاد پر رقم لے لو۔ وہ کہتا ہے کہ شراکت میں آپ کا نفع یقینی نہیں، نہ سرمائے کے تحفّظ کی کوئی ضمانت ہے، لہٰذا سودی قرض پر دو تاکہ متعیّن نفع ہر حال میں ملتا رہے اور سرمایہ ڈوبنے کا کھٹکا بھی نہ ہو۔ عوام اس جھانسے میں آجاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ ایسی شعبدہ بازی ہو رہی ہے جس میں بازی گر اُنہیں کُھلا دھوکہ دے رہے ہیں۔ اس ساری بحث کی تفصیل موجودہ دَور کے ممتاز ترین ماہرِ معاشیات جنھوں نے اسلامی معاشیات کے علم کو زندہ کرکے تمام عُلماء پر لازم فرض کفایہ کو ادا کیا اور جن کی اسلامی علوم اور خُصوصاً فقہ المعارف (جدید معاشی فقہی مسائل) میں مہارت اور بصیرت کے عُلماءِ عرب بھی قائل ہیں بلکہ وہی ان کے صحیح مرتبہ شناس اور قدردان ہیں کیونکہ پاک و ہند میں یہ علم بہت مضمحل اور قریب نہ ہونے کے ہے۔ یعنی استاذِ محترم، شیخ الحدیث، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے مقالات، کتابوں اور سود کے خلاف اس عدالتی فیصلے میں ہے جواب تاریخ کا حصّہ بن چکا ہے۔ اُوپر جو کچھ لکھا گیا یہ حضرت الاستاذ دامت برکاتہم کے درس اور کتابوں سے خوشہ چینی ہے۔ کوئی صاحب اُردو میں اس بحث کو پڑھنا چاہیں تو آپ کی کتاب "اسلام کا نظامِ معیشت و تجارت" میں اسلام، کمیونزم اور سرمایہ دارانہ نظام کے اثرات کی تقابلی بحث میں ص ۵۲، ۵۳ پر دیکھ سکتے ہیں۔

ناکامی سے بربادی تک

سرمایہ دارانہ نظام کے حامی دانشوروں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ فقط "شائیلاک" والا سود حرام ہے

بقیہ نہیں۔ شائیلاک ایک یونانی یہودی تھا۔ (اللہ تعالیٰ کی لعنت یہودیوں پر جنھوں نے اس گندے لین دین کو رواج دیا اور آج بھی یہی خبیث چیز ساری دُنیا میں عام کر رہے ہیں) اس نے کسی کو اس شرط پر سودی قرض دیا تھا کہ اگر تم بر وقت سود ادا نہ کر سکے تو مَیں تمہارے جسم سے متعین مقدار میں گوشت کاٹ لوں گا۔ جب سرمایہ داری ہتھکنڈوں کا ستایا مقروض سود ادا نہ کر سکا تو یہ یہودی اپنی کمینہ فطرت کے باعث اس پر مصر تھا کہ اس کے جسم پر زندہ حالت میں عمل قصابی آزمائے۔ مقدمہ عدالت میں گیا۔ جج کے سمجھانے پر بھی وہ یہودی باز نہ آیا تو جج صاحب نے علاج بالمثل کرتے ہُوئے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم اپنا یہ شوق پُورا کرلو لیکن اگر معینہ مقدار سے ذرہ بھر زیادہ نہ ہو۔ ورنہ ہم تمہارے جسم سے اتنا گوشت کاٹ لیں گے۔ یہودی کو سودخوری کی حرص اور اذیّت رسانی کا چسکا تھا لیکن جب حالات کا یہ رنگ دیکھا تو دماغ ٹھکانے آگیا۔ تو آج کل کے بعض عقلِ کُل قسم کے حضرات قرآن و حدیث کی واضح تعلیمات کے ہوتے ہُوتے ..... جن میں ہر طرح کے سودی لین دین کو قطعًا ممنوع اور سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے . . . ارشاد فرماتے ہَیں کہ موجودہ بینکاری میں شائیلاک کے سود جیسا ظُلم نہیں، اس لیے اسے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بینکاری کا جدید نظام شائیلاک کی نسل ہی کا ایجاد کردہ ہے اور یہ انسانیت کے لیے انتہائی باعثِ تذلیل اور معیشت کے لیے سخت مہلک ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی ناراضگی کا اظہار اس گناہ پر کیا ہے کسی اور کے بارے میں ایسے سخت الفاظ استعمال نہیں کیے اور حدیث شریف میں جتنی بُرائی اس کی بیان کی گئی ہے اتنی کسی اور عمل کی نہیں۔ ایک وقت تھا جب متبادل شرعی نظام نہ ہونے کا عذر کیا جاتا تھا۔ اب جبکہ حضرات عُلمارِ کرام نے یہ شرعی نظام ترتیب دے کر پیش کر دیا ہے جو قابلِ عمل بھی ہے اور سودی نظام سے زیادہ نفع بخش بھی، تو اس کے نفاذ میں لیت و لعل سے کام لینا اللہ تعالیٰ کے ایسے قہر و غضب کو متوجہ کر سکتا ہے جس کا سامنا نہ کیا جا سکے گا۔ لہٰذا تمام دینی و سیاسی جماعتوں، تنظیموں اور اداروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ سپریم کورٹ کی طرف سے حکومت کو سود کے خاتمے کے لیے دوسری مرتبہ دی گئی مہلت کے دوران شریعت کے اس مالیاتی نظام کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے آواز اُٹھائیں جو ہماری فلاح و ترقی اور خوشحالی کا ضامن ہے، بصُورتِ دیگر ناکام ریاست کا طعنہ تو ہمیں دیا ہی جاتا ہے کہیں تاریخ ہمیں "برباد ریاست" کے طور پر نہ یاد کرے کہ سود اللہ رب العالمین کے خلاف اعلانِ جنگ ہے اس

(قسط:۵)

تحریکِ احمدیّت

برطانوی یہودی گٹھ جوڑ

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب AHMADIYA MOVEMENT BRITISH-JEWISH CONNECTION ـــــــــــــ کا اُردو ترجمہ (تحریک احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) ہے جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیش نظر لے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنّف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

سکھ احمدیہ کشیدگی (۱۹۲۹ء-۱۹۲۸ء)

۱۹۲۸ء اور ۱۹۲۹ء کے سالوں میں خاموشی رہی۔ احمدیوں کا ولولہ کم ہو کر منظرِ عام سے بالکل ہی غائب ہو گیا اور اگست ۱۹۲۹ء تک اُن کے بارے میں کوئی شنید نہ آئی۔ لیکن اس کے بعد وہ اس وقت ظاہر ہوئے جب اُنھوں نے ضلعی حکام کی اجازت سے گائے کا مذبحہ خانہ تعمیر کیا جسے سکھوں نے گرا دیا تو سکھ احمدیوں کا جھگڑا ہو گیا۔ قادیان کے احمدی آبادی میں بعد میں گائے کا ذبیحہ حکماً بند کر دیا گیا لیکن اس واقعے سے واضح ہو گیا کہ ابھی کشیدگی ہے اور ہنوز سکھوں اور احمدیوں کے مابین تلخی باقی ہے۔

سیاسی ٹھہراؤ (۱۹۳۰ء)

۱۹۳۰ء سے لے کر احمدیوں کی تاریخ اس گروہ کے قادیان سے تعلّق رکھنے والے فریق کی ہی تاریخ ہے۔

ہندوستان کے اندر اور باہر لاہوری گروہ کے مذہبی سرگرمیوں میں استغراق نے اسے سیاسی طور پر بے وقعت کر کے رکھ دیا۔ کبھی کبھی مرزا بشیر الدین محمود کے ساتھ خصوصی اور عام قادیانیوں کے ساتھ عمومی طور پر اُن کی اصلی مگر محتاط طریقے سے دبی ہوئی مخاصمت کی وجہ سے ان کا چرچا ہوتا ہے۔ اگلے چند سالوں کے لیے عوامی دلچسپی قادیان پر ہی مرکوز ہوگئی جو کہ ایک سنگین مذہبی نزاع کا طوفانی مرکز بن گیا جس کی پوری قوّت ابھی صرف مہمیز ہوئی تھی۔

مباہلہ مہم (۱۹۳۰ء)

۱۹۳۰ء میں قادیان میں مرزا بشیر الدین محمود کی ایک مخالف جماعت پیدا ہوگئی جس نے احمدیوں کے خلاف دشنام آمیز پرچار کے لیے "مباہلہ" کے نام سے اخبار جاری کیا۔ اس اخبار کے مالک اور مدیر دو باپ بیٹا عبدالکریم اور اس کے والد فضل کریم تھے جنھوں نے احمدیہ عقیدے سے قطع تعلقی کر لی تھی۔ اس احمدی مخالف نشر و اشاعت پر ایک احمدی نے سیخ پا ہو کر ۲۳ اپریل کو عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ کیا مگر غلطی سے محمد حسین نامی ایک دوسرا شخص قتل ہوگیا۔ مباہلہ میں تواتر کے ساتھ چھپنے والے قابلِ اعتراض مضامین نے پہلی چنگاری کا کام کیا جسے احرار کی بے باک صناعی نے ہوا دے کر ایک شعلہ جوالا بنا دیا جو خاصی دیر تک وسطی پنجاب میں پھیل کر انتظامیہ کے لیے پریشانی کا باعث بنا رہا۔ یہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ احمدیوں کے آپس میں افتراق ہی کا نتیجہ تھا کہ بعد میں احمدیوں اور احرار کے مابین بنیادی تنازعات پیدا ہوئے۔ اس نزاع نے مذہبی کے ساتھ ساتھ سیاسی شکل بھی اختیار کر لی۔ احرار نے قادیان کے احمدیوں پر دو طرح کے بڑے حملے کیے۔ پہلا حملہ عمومی راسخ العقیدگی کے بارے تھا اور دوسرا ان کے قادیان میں غیر احمدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں تھا۔

پہلے معاملے پر وہ احمدیوں کے بارے میں پنہاں دُشمنی کو ایک نئی زندگی دینے میں کامیاب ہوگئے جو کہ راسخ العقیدہ مُسلمانوں کے سینہ میں قادیان کے خلاف ہمیشہ سے ہے۔ وہ احمدیوں کی ان تحریروں کا حوالہ (یا بقول قادیانیوں کے غلط حوالہ) دیتے جو کہ ایمان کے انتہائی خلاف ہوتیں اور مزید یہ یقین دلانے میں کامیاب ہوگئے کہ قادیانی اسلام کے لیے ایک سنگین خطرہ ہیں۔ نتیجے کے طور پر قادیانیوں کو اپنے حلقے سے باہر مُسلمانوں میں کوئی بہی خواہ نہ مل سکا۔ اگر مُسلمانوں کے جذبات عمومی طور پر ان کے خلاف شدید نہیں ہوئے لیکن اگر کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہو جاتا تو آئندہ چند برسوں تک یہ ان خطرناک حدوں کو چھو سکتے تھے۔ عین اسی وقت

قادیانیوں کی سابقہ حرکتوں نے ہندوؤں میں بھی غیر مقبول کر دیا تھا۔ خصوصاً قادیان اور اس کے گرد و نواح میں اُن کی سکھوں کے ساتھ سابقہ طویل دُشمنی اُن کی اس بے وقت کی راگنی نے اور شدید کر دی جب اُنھوں نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ بابا گورو نانک مُسلمان تھے۔ احرار کی سیاسی سرگرمیوں نے صورتِ حال کو اور بھی پیچیدہ کر دیا۔ جب اُنھوں نے اپنی جماعت کی سیاسی مضبوطی اور استحکام کی خاطر موجودہ صُورت سے فائدہ اُٹھانا چاہا یہ مہم منافع بخش بھی تھی اور اس خیال نے کچھ احراریوں کو جو کہ اس میں حصہ لے رہے تھے کشش بھی پہنچائی۔ اس مقابلہ کا سب سے ناطق پہلو ہر گروہ کا مخالف فریق کو گالیاں دینا ہوتا تھا جو خطبوں، تقریروں، رسالوں اور اخباری مضامین کی شکل میں ہوتا۔ درمیان میں فریقین سستا لیتے اور حکومت پر فریق مخالف کے حق جانبداری کا الزام عائد کرتے۔ یہ اس تنازعہ کی عمومی شکل تھی جو ۱۹۳۰ء اور اس کے بعد احراریوں اور احمدیوں کے مابین پرورش پاتا رہا اور بعض اوقات امنِ عامہ کے لیے سنگین خطرہ بھی ثابت ہُوا۔

مباہلہ کانفرنس: ۱۹۳۱ء

اس کھیل میں پہلی حرکت ۱۹۳۱ء کو ہُوئی جب ۱۹ اور ۲۰ اکتوبر کو احرار کے اُکسانے پر منحرف احمدیوں نے مباہلہ کانفرنسوں کا انعقاد کیا۔ احرار اس سے مُسلمان قوم میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانا چاہتے تھے۔ اس کانفرنس نے صُوبہ کے کئی مقامات پر احمدی مخالف جذبات کو مشتعل کر دیا۔ اس سے نومبر میں امرتسر و دیگر مقامات پر احمدیہ اجلاسوں کو خراب کرنے کی کوششیں بھی کی گئیں اور بعض اوقات بدامنی سے بچنے کے لیے پولیس کو مداخلت کرنا پڑی۔

کشمیر کمیٹی

۲۶ جولائی ۱۹۳۱ء کو مرزا محمود کی سربراہی میں "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" عمل میں آئی۔ کشمیری مُسلمانوں کے لیے احرار نے زبردست تحریک چلائی اور آخر کار مرزا محمود کو مستعفی ہونا پڑا۔ (مجلس احرار پر ۱۹۳۸ء میں پنجاب سی آئی ڈی کی خفیہ رپورٹ۔ مآخذ مرکز قومی دستاویزات اسلام آباد)

احرار کی شروع کردہ احمدی مخالف مہم (۱۹۳۲ء - ۳۳ء)

ایک وقت تک احمدیوں نے اپنی کم تعداد کی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے عام راسخ العقیدہ

مسلمانوں کو برانگیختہ کرنے سے احتراز کیا اور ۱۹۳۲ء کے پورے سال اور ۱۹۳۳ء کے کچھ عرصہ تک احرار خاموش رہے اور اپنے مسند اور پریس میں اپنی سرگرمیوں کو احمدی فرقہ کی ملامت تک ہی محدود رکھا۔ ۴ مارچ ۱۹۳۳ء کو احرار کی مجلس عاملہ کا لاہور میں اجلاس ہوا اور کئی قراردادیں منظور کی گئیں۔ اس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح چودھری افضل حق رح اور حبیب الرحمٰن موجود تھے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ احمدیوں کے خلاف مہم شد و مد کے ساتھ ایک نئی عاملہ بنا کر جاری کی جائے جس کا نام دعوت وارشاد ہو۔ ایک نئے اخبار کے لیے پونجی جمع کی جائے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ طمطراق تجاویز بار آور نہ ہوسکیں لیکن یہ بات واضح تھی کہ اب احرار کچھ کرنے والے ہیں۔ ۱۹۳۳ء کے پورے موسم گرما کے دوران احمدیوں کے خلاف احرار کا نظریہ "تلخ سے تلخ ہوتا گیا اور بعض مواقع پر یہ قراردادیں منظور کی گئی بلکہ تجاویز دی گئیں کہ احمدیوں کو سکولوں، کالجوں اور مسلمان اداروں سے نکال باہر کیا جائے۔ ان کا سماجی مقاطعہ کیا جائے اور انہیں مرکزی وصوبائی قانون ساز اداروں، میونسپل کمیٹیوں اور بلدیاتی اداروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اسی سال اکتوبر میں احرار نے یہ منصوبہ بھی تیار کیا کہ اس عمارت پر قبضہ کر لیا جائے جس میں " مباہلہ " قائم تھا اور اسے ایسے دفتر کے طور پر استعمال کیا جائے جہاں سے احمدیوں کے خلاف مہم جاری کی جا سکے احمدیوں کو اس منصوبہ بندی کی بھنک پڑگئی اور انھوں نے فوری طور پر اس عمارت کو گرا کر اس کی جگہ بیت الخلاء تعمیر کر دیے۔ بعد میں اس عمل کو کسی　　　خفیف کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے گھروں کو بھی ان بیت الخلاؤں کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ لیکن شرارت ہو چکی تھی اور ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء کے سرما سے احمدی احرار کی کشیدگی شدید سے شدید تر ہوتی گئی۔

قادیانی محاربت: ۱۹۳۴ء

اسی دوران قادیان میں احمدیوں کا عمومی رویّہ واضح طور پر جارحانہ اور حربی ہوتا جا رہا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں ایسی اطلاعات بھی موصول ہوئیں کہ احمدیہ گروہ قادیان میں خود مختاری اور ریاست در ریاست کے قیام کا رجحان رکھنے لگے تھے۔ اس چیز کا اظہار مندرجہ ذیل شواہد سے ہوا۔

(۱) ایسا دستہ قائم کیا گیا جسے بندوق زنی کی تربیت کے لیے ہتھیار رکھنے کی اجازت تھی۔

(۲) احمدی عدالتوں کا " ادارہ فوجداری " کے زیرِ عنوان قیام۔

ایک ایسی دستاویز کا بھی پتہ چلا جو کہ قادیان کی عدالت سے جاری ایک مدعا علیہ کے نام " سمن " تھا۔ اس سمن میں استعمال ہونے والی اصطلاحات برطانوی ہند کی عدالتوں میں مستعمل اصطلاحات کے ہم نام

تھیں۔ ایسی اطلاعات بھی موصول ہوئیں کہ احمدیوں کو ناراض کرنے والے لوگوں کا سماجی مقاطعہ کر دیا جاتا۔ غیر احمدیوں کے خلاف ایسی کارروائیاں بالجبر کی جاتیں۔ مرزا محمود نے تعزیرات محمودیہ (پینل کوڈ) کو متعارف کروایا ہے جو واضح طور پر تعزیراتِ ہند کے برعکس تھا اس طرح اس نے متوازی حکومت قائم کر لی تھی اور احمدی "عدالتوں" کے لیے یہ ایک عام چیز تھی کہ وہ کسی قادیانی کو کوڑے لگائے یا شہر بدر کر دے۔

(۳) "سیاسی انجمن احمدیہ" جو بظاہر احمدیوں کی سیاسی فلاح میں دلچسپی رکھتی تھی۔

تبلیغ کانفرنس: ۱۹۳۴ء

قادیان میں احمدی راج کی داستانوں نے اس فرقے کے خلاف مسلمانوں کے خیالات کو اور مہمیز دے دی اور احرار نے نفرت کے ان اُمنڈتے ہوئے طوفانوں کو اپنی "احمدیہ مخالف مہم" میں پوری قوت سے صرف کیا۔ قادیان کے عنایت اللہ کی طرف سے جاری کردہ کتابچہ "کیا مرزائے قادیانی عورت تھی یا مرد" کو حکومت نے ضبط کر لیا۔ احمدیوں کی ملامت اور ان کے خلاف نشر و اشاعت کی خاطر امرتسر میں مارچ میں "ردِّ مرزائیت" کے نام سے ایک مجلس قائم کی گئی۔ احرار نے قادیان میں اکتوبر میں ایک تبلیغ کانفرنس کا انعقاد کیا جس کا مقصد دُشمن کے پڑاؤ میں جا کر حملہ کرنا تھا۔ کانفرنس پُرامن طریقے سے اختتام پذیر ہوگئی مگر یہ ضروری خیال کیا گیا کہ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف ۲۱ اکتوبر کو کانفرنس میں تقریر کرنے پر زیر دفعہ ۱۵۳۔الف تعزیراتِ ہند کارروائی کی جائے ــــــــــ ایک احمدی ڈاکٹر محمد اسمٰعیل نے مرزا بشیر الدین محمود کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ اس کا احمدیوں نے سماجی مقاطعہ کر دیا۔ احمدیوں نے قادیان میں احرار کو کانفرنس کی اجازت دیے جانے پر پُرزور احتجاج کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود جس نے کانفرنس کے موقع پر قادیان میں احمدی رضا کاروں کی ایک بڑی تعداد کو طلب کر لیا تھا کو ضابطہ فوجداری ترمیمی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت حکم دیا گیا کہ وہ اس طلبی نامے کو منسوخ کر دے۔ حکومت کے اس اقدام کے خلاف دُنیا بھر میں احمدیوں نے احتجاجوں کا طوفان کھڑا کر دیا۔ جذبات بھڑکتے رہے اور احمدی غیض و غضب نومبر میں اس وقت مزید شدّت اختیار کر گیا جب احمدیہ گروہ کے سربراہ کے قتل کی مبینہ نیت کے ساتھ ایک نوجوان قادیان چلا گیا مگر پولیس نے اُسے گرفتار کر لیا اور بعد ازاں ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۹ کے تحت ایک سال کے لیے جیل بھجوا دیا گیا۔

قادیان اور حکومت پنجاب : ۱۹۳۵ء

۱۹۳۵ء کے سال خصوصی طور قادیانی احمدیوں کا رویّہ حکومت پنجاب کے ساتھ تبدیل ہوا۔ ۱۴ جنوری کو ایک خطبے کے دوران گروہ کے سربراہ نے تبدیلی کا اشارہ دیا۔ جب اس نے یہ کہا کہ "حالیہ وقتوں تک احمدیوں کے تعلقات انگریزوں کے ساتھ اچھے تھے مگر کسی قوم پر حکومت عاقبت اندیشی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ جماعت کے ساتھ کی جانے والی زیادتی میں کئی انگریز افسروں کا بھی ہاتھ ہے۔ وہ ان تمام مصائب سے بخوبی واقف ہے جن میں سے اس کے پیروکاروں کو گزرنا پڑا ہے، مگر کوئی قانون اسے حکومت کے احترام پر مجبور نہیں کر سکتا۔ تاہم وقتی طور پر اس کی خواہش ہے کہ اس کے پیروکار قانون کی متابعت کریں مگر وہ وقت آئے گا جب وہ انہیں اس بندھن سے کھلا چھوڑ دے گا

نیشنل لیگ : ۱۹۳۵ء

۱۸ جنوری کو قادیان میں احمدیوں کا اجلاس منعقد ہوا جس میں گروہ کے سربراہ کو ایک قرارداد کے ذریعہ استدعا کی گئی کہ "سیاسی کام" جاری رکھنے کے لیے احمدیوں کو ایک نئی مجلس منظم کرنے کی اجازت دی جائے۔ ایک ہفتہ بعد "سیاسی انجمن احمدیہ" کا نام تبدیل کر کے "نیشنل لیگ" رکھ دیا گیا اور اس کے اغراض و مقاصد میں سے ایک یہ مشتہر کیا گیا کہ "حکومت اور اس کے اہل کاران کو شرافت سکھانا ہے۔ مختلف جگہوں پر لیگ کی شاخیں کھولی گئیں اس یقین کی کافی وجہ ہے کہ لیگ کا مقصد دوسرے ممالک کے مسلمانوں کو اسلام اور اسلامی اُصولوں کی آڑ میں برطانوی حکومت کے خلاف بھڑکانا تھا اور اس مقصد کے لیے میدان میں پہلے سے موجود پرچارکوں نے کام کرنا تھا۔ عملی طور پر لیگ کا مرکزی احمدی قیادت کے ساتھ وہی تعلق تھا جو شرومنی اکالی دل کا شرومنی گردوارہ پربندھک کمیٹی کے ساتھ تھا۔ گرداسپور ضلع میں راسخ العقیدہ مُسلمانوں کی طرف سے احرار کو ملنے والی ہمدردی کی شہادت بھی ملی جب گورداسپور میں مسلمانوں کے جم غفیر نے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیرِ شریعت" کا خطاب دیا۔ احمدیوں کے اس احمقانہ دعوے نے صورتحال کو اور بھی پیچیدہ کر دیا کہ گورو نانک مُسلمان تھے۔ اس کا سکھوں نے فطری طور پر بُرا منایا۔ احمدیوں نے بجائے اس راستے پر چلنے کا خطرہ بھانپتے جس پر چل کر وہ اپنے پُرانے دوست بھی کھو سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے دُشمنوں کے ساتھ مزید تلخی پیدا کر لی۔ کئی احمدی مخالف رسالے جن میں "خانچوں نبی"

"پنج تن پاک" اور "ہنسی کا گول گپا" شامل ہیں۔ حکومت نے ضبط کر لیے۔ "زمیندار" لاہور اور کریمی پریس جہاں سے یہ چھپتا تھا سے ضمانت نامے طلب کر لیے گئے۔ احمدیہ مخالف مضامین چھاپنے پر گجرات کے "صداقت" اور گوجرانوالہ کے "العدل" کو انتباہ جاری کیے گئے۔

احمدیہ سکھ جھگڑا: ۱۹۳۵ء

جنوری ۱۹۳۵ء میں صورتِ حال اور بھی بدتر ہوگئی اور واقعات تیزی سے رونما ہونے لگے۔ ۲۳ جنوری کو قادیان میں احمدیوں کے ایک اجتماع میں مجمع کی طرف سے پولیس اور ضلعی اہل کار کو گالیاں دی گئیں۔ اس اجتماع نے خطرناک ماحول پیدا کر دیا اور غیر احمدیوں پر تشدّد کے خطرات شدید ہوگئے۔ احمدیوں کے بار بار اصرار پر کہ بابا نانک مسلمان تھے اور سکھ گائے کا گوشت کھاتے تھے۔ سکھوں اور احمدیوں کے درمیان کشیدگی شدید تر ہوگئی۔ قادیان کے چھوٹے سے قصبے اور اس کی دیوانی حدود کے اندر ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت مظاہروں اور اجتماعات پر پابندی لگا دی گئی۔ اس صورتِ حال سے نپٹنے کے لیے پیش آنے والی بڑی مشکلات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ قادیانی متواتر ایسا مواد بہم پہنچا رہے تھے جسے اُن کے مخالفین اُن کے خلاف اشتعال انگیزی کے لیے پوری طرح استعمال کر رہے تھے۔ اس وقت نیشنل لیگ نے اپنے اجتماعات میں پولیس یا خفیہ کے اہل کاروں کے داخلے پر پابندی عائد کر دی۔ ۲۴ جنوری کو نیشنل لیگ کے اجلاس میں قابل اعتراض اور رسوا کُن تقریریں کی گئیں جن میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ حکومتی حکمتِ عملی اور قادیان میں مقامی پولیس کے خلاف شکایات بیان کی گئیں۔

طاقت کا مظاہرہ: ۱۹۳۵ء

انہی وقتوں میں مرزا بشیر الدین محمود کو سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے خلاف مقدمہ زیرِ دفعہ ۱۵۳-الف تعزیرات ہند میں شہادت کے لیے بُلایا گیا۔ اس کی حفاظت کے لیے ضروری اقدامات کیے گئے تھے، مگر دونوں دن جب وہ بطورِ گواہ پیش ہُوا مخصوصی ٹرینوں کے ذریعے وہ تقریباً دو ہزار احمدیوں کو مظاہرے کی غرض سے ساتھ لے کر آیا۔

(جاری ہے)

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

خلیفۃ المسلمین کے بچّوں کی عید

ہر سال عید آتی ہے ۔ سب لوگ عید مناتے ہیں منانے کا حق بھی ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے بندوں پر احسان ہے ، لیکن ایک عید منانا ہمارا ہے اور ایک ہمارے اسلاف کا ، ہمارے اسلاف عید کیسے مناتے تھے اس کی ایک جھلک خلیفہ راشد عمرِ ثانی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے اس واقعہ میں ملاحظہ فرمائیے :

" رمضان کا زمانہ تھا گرمی اپنے شباب پر تھی اور اگلے ہفتے عید آرہی تھی جو مسرتوں اور رنگینیوں کی نوید ہُوا کرتی ہے ۔ دمشق کے بازاروں میں ہر طرف سجاوٹ اور رونق ہی رونق تھی ، عید کی تیاریاں بڑے زور و شور سے جاری تھیں ، وزراء و امراء کی بیگمات بچّے ، عزیز و اقارب ، شہر کے چھوٹے بڑے سب خریداری میں مصروف تھے ، ہر چھوٹا بڑا نئی نئی پوشاکیں خرید رہا تھا کہ خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیز کا بچّہ محل سرا میں روتا ہُوا داخل ہُوا ۔ ماں اپنے لعل کو روتا ہُوا دیکھ کر بے قرار ہو گئی ۔ اُٹھایا پیار کیا آنسو پُونچھے سینے سے لگایا ۔ پھر پُوچھا بیٹا کیا بات ہے ، تمہیں کس نے رلایا ہے کیا کسی دوست نے کچھ کہہ دیا ؟ بچّہ زور زور سے رونے لگا ۔ ماں نے بے چین ہو کر بچّے کو سینے سے لگا لیا ، میرے لعل مَیں نہ کہتی تھی کہ گرمی اپنے زوروں پر ہے بڑے بڑے بچّے بھی روزہ نہیں رکھ رہے ہیں ۔ تم نے اپنی کم عمری میں روزہ رکھنا شروع کر دیا ۔ شاید تمہیں پیاس لگی ہے ۔ بچّے نے آنسو پُونچھے اور کہا خُدا کی قسم امّی جان مجھے پیاس نہیں لگ رہی ہے ۔ نہ روزہ لگ رہا ہے ۔ ماں نے محبّت سے پیار کرتے ہوئے کہا کہ پھر رونے کا کیا سبب ہے ؟ دیکھو اگلے ہفتہ عید آرہی ہے ۔ اپنے بابا کے ساتھ

عید گاہ جانا وہاں بڑی رونق ہوگی۔ بچہ بولا اسی وجہ سے تو میں رو رہا ہوں کہ اگلے ہفتہ عید ہے۔ میرے سارے دوست جو میرے بابا کے وزیروں اور ملازموں کے بچے ہیں، نئی نئی زرق برق پوشاکیں پہن کر عید گاہ جائیں گے۔ آپ کہتی ہیں تمہارے کپڑے میں ہاتھ سے دھو دوں گی، وہی ہاتھ سے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر عید گاہ جانا۔ دیکھیے دوسرے بچے کتنے اچھے عمدہ کپڑے خرید کر لائے ہیں مجھے تو ابھی سے شرم آرہی ہے۔ میں عید گاہ نہیں جاؤں گا۔ بچہ پھر زور زور سے رونے لگا ماں سمجھ گئی اور خود بھی اشک بار ہوگئی۔ ہاں بیٹا میں سب کچھ منگوا دوں گی۔ اب تم سو جاؤ۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلافت کا کام کر کے محل سرا میں داخل ہوئے کپڑے اُتار کر آرام کرنا ہی چاہتے تھے کہ بیوی نے غمگین لہجے میں کہا: امیر المؤمنین میری جان آپ پر فدا۔ اگلے ہفتہ عید آرہی ہے۔ بچہ نئی پوشاک کے لیے بہت بے چین ہے۔ ابھی روتے روتے سویا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سر جھکا کر فرمایا تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے تو صرف سو درہم ماہوار ملتے ہیں جس میں کھانے پینے کا گزارا اور ایک ملازم کی تنخواہ بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہے، کچھ بچے تو کپڑوں کی باری آئے، رہا بیت المال تو وہ صرف غریبوں، فقیروں، یتیموں اور بیواؤں کا حق ہے، میں تو صرف اس کا امین ہوں۔ اس کا تو خیال کرنا بھی گناہ ہے۔

بے شک میرے سرتاج! لیکن بچہ تو ناسمجھ ہے، ضد کر رہا ہے۔ دیکھیے نا، بچے کے موٹے موٹے آنسوؤں کے نشان اب تک رُخساروں پر موجود ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی بیوی فاطمہ سے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی چیز ہو تو اس کو فروخت کر دوں بچوں کی خوشی پوری ہوجائے گی۔ فاطمہ نے کہا اے امیر المؤمنین میرے تمام زیورات تو آپ نے بیت المال میں جمع کرا دیئے ہیں۔ بلکہ وہ قیمتی ہار جو میرے والد نے یادگار کے طور پر مجھے دیا تھا آپ نے وہ بھی جمع کروا دیا ہے۔ اب تو میرے پاس آپ کی محبّت اور فرمانبرداری کے سوا۔۔ کچھ

نہیں ہے۔ امیر المؤمنین نے سر جھکا لیا۔ بڑی دیر تک سوچتے رہے۔ ماضی کو دیکھتے رہے۔ اپنا بچپن، جوانی، خوش پوشی اور نفاست یاد آنے لگی۔ اور وہ زمانہ یاد آیا کہ جو لباس ایک مرتبہ پہن لیا وہ دوبارہ زیبِ تن نہیں کیا، جس راستے سے گزر جاتے وہ راستے گھنٹوں خوشبوؤں سے مہکتے رہتے۔ ایک عبا نہیں، سینکڑوں عبائیں پڑی رہتی تھیں، سوچتے سوچتے آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فاطمہ اپنے ہر دلعزیز شوہر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے قرار ہوگئیں۔ کہا امیر المؤمنین مجھے معاف کر دیجیے گا۔ وہ بولے نہیں۔ فاطمہ مجھے اپنا بچپن یاد آگیا تھا پھر بیت المال کے داروغہ کے پاس ایک خط لکھا۔ ملازم کو خط دیا اور کہا کہ ابھی یہ خط داروغہ کے پاس لے جاؤ جو وہ تمہیں دیں احتیاط سے لانا، خط میں لکھا کہ مجھے ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھیج دیں۔ تھوڑی دیر بعد ملازم خالی ہاتھ آگیا۔ فاطمہ کا دل دھک سے ہوگیا۔ ملازم خط کے جواب میں ایک خط لایا جس میں لکھا تھا۔ اے خلیفۃ المسلمین آپ کے حکم کی تعمیل سر آنکھوں پر، لیکن کیا آپ کو معلوم ہے . . . اور یہ آپ کو یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں اور جب یہ یقین نہیں تو پھر غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کے مال کا حق کیوں پیشگی اپنی گردن پر رکھتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جواب پڑھ کر بے چین ہوگئے۔ آنکھوں میں آنسو آگئے اور بے ساختہ فرمایا۔ اے داروغہ تم نے مجھے ہلاکت سے بچا لیا۔

اگلے ہفتہ عید اپنی پوری رعنائی کے ساتھ آئی، دمشق کے بازاروں اور امراء کے محلات کی رنگینیاں عروج پر تھیں، ہر طرف رونق، ہر طرف رنگینی ہر شخص زرق برق اور قیمتی لباس میں عیدگاہ جا رہا ہے۔ لیکن فلک نے دیکھا حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ کے دھلے ہوئے پرانے کپڑے زیب تن کیے عیدگاہ کی طرف جا رہے تھے۔ بچوں کے چہرے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمک رہے تھے۔ کیونکہ آج ان کی نظر فانی دنیا کی وقتی خوشی پر نہیں بلکہ جنت کی ابدی حسرت و تمنا کے احساس نے انہیں سرشار کر دیا تھا۔"

لہ تعمیر حیات لکھنؤ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۹۹ء

اخبار و احوال جامعہ مدنیہ جدید

محمد آباد رائے ونڈ روڈ لاہور

○ ۴ر نومبر، جامعہ کے خیر خواہ جناب حاجی امان اللہ صاحب لکی مروّت سے تشریف لائے اُن کے داماد جناب خالد صاحب ہمراہ تھے جامعہ جدید میں ایک شب قیام کیا، جامعہ جدید کا تعلیمی نظم و نسق اور تعمیر وغیرہ پر بہت مسرّت کا اظہار فرمایا۔ پانچ نومبر کو ظہر بعد واپس تشریف لے گئے۔

○ ۵ر نومبر، عصر بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الدیان صاحب دامت برکاتہم پشاور سے تشریف لائے۔ حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کے دوران متعدد اُمور پر گفتگو ہُوئی۔

○ ۶ر نومبر، حضرت اقدس مولانا عبد العزیز رائے پُوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبد القادر صاحب دامت برکاتہم نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات فرمائی۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مدظلہ اور اُن کے احباب جوہانسبرساؤتھ افریقہ سے اور جناب صوفی عطار الحق صاحب مدظلہ فیصل آباد والے اُن کے ہمراہ تھے۔

○ ۱۹ر نومبر، حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم عُمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے روانہ ہُوئے اللہ تعالیٰ حرمین کی زیارت اور وہاں کی برکات سے مستفید ہونے کا موقع ہر مُسلمان کو بار بار نصیب فرمائیں اور تمام مقدس مقامات کو یہود و نصارٰی کے ناپاک وجود سے خالی کرنے کا جذبہ مسلم عوام کی طرح مُسلم حکمرانوں کو بھی نصیب فرمائیں۔